بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　وعلیٰ عبدہٖ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 49　شمارہ 14

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

30 ذی الحجہ 1420 ہجری 6 شہادت 1379 ہش 6 / اپریل 2000ء

Postal Reg. NO : PB/1023/2000

1204• M• Salang•
Mr• Er• Chief (Engg• office• KAITHU,
Depty Project UPIER (H•P•)
R•E•C• ESTATE, 003
MYTHE – 171
SHIMLA

لندن۔ 25 / مارچ 2000 (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب کو سوریٰ سے متعلق نصائح فرمائیں نیز خطبہ الہامیہ کی تفصیل بیان کی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ.

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطبہ الہامیہ کے متعلق حضرت امیر المومنین کا خطبہ جمعہ

یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اسکی نظیر نہیں پیش کر سکتا۔

شوریٰ میں شامل ہونے والے سب لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ مجلس شوریٰ میں جو فیصلے ہوتے ہیں ان میں فیصلوں سے زیادہ لفظ مشورہ کا اطلاق ہونا چاہئے پس آپ اس طریق پر چمٹے رہیں کیونکہ اسی میں برکت ہے اسی میں جماعت کی زندگی کا راز ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۴ / مارچ ۲۰۰۰ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کی تلاوت کی:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔

تلاوت کے بعد حضور پرنور نے فرمایا کہ اس آیت کی تلاوت میں نے اس لئے کی ہے کہ آج کل جو مارچ اپریل کا موسم ہے اس میں جماعت احمدیہ عالمگیر میں کثرت سے مجالس شوریٰ منعقد کی جاتی ہیں۔ اور یہ ادارہ سب دنیا میں اللہ کے فضل سے مستحکم ہو چکا ہے۔ اور ہماری کوشش ہے کہ بڑے بڑے ملکوں کے علاوہ چھوٹے ملکوں میں بھی نظام شوریٰ قائم کی جائے کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ آپ مشورہ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ اگر انسانوں میں سے کسی کو سب سے کم مشورہ کی ضرورت ہے تو وہ آنحضرت ﷺ ہی تھے۔ کیونکہ خدا آپؐ کا نگہبان تھا اور خدا آپؐ کی ہدایت فرمایا کرتا تھا۔ اس کے باوجود مشورہ کرنا آپ کی ایک سنت تھی جسے کبھی بھی آپ نے ترک نہیں کیا۔ اس کو باقاعدہ سنت کے طور پر جماعت احمدیہ میں رائج کیا گیا ہے۔ حضور پرنور نے فرمایا اس میں جو بنیادی بات ہے وہ میں بتانا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ کہ مشورہ تو کرنا ہے اور مشورہ سے انہیں ایمانی تقویت نصیب ہوتی ہے لیکن فیصلہ تمہیں کرنا ہے۔ مشورہ جو بھی ہو اس سے قطع نظر کہ وہ کیا مشورہ ہے آخری فیصلہ تیرا ہے۔ اس تعلق میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صلح حدیبیہ کی مثال پیش فرمائی۔ حضور پرنور نے فرمایا اس پہلو سے میں شوریٰ میں شامل ہونیوالے سب لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ مجلس شوریٰ میں جو فیصلے ہوتے ہیں ان میں فیصلوں سے زیادہ لفظ مشورہ کا اطلاق ہونا چاہئے جو کہ مجلس شوریٰ کی جان ہے۔ فیصلہ ہوتا ہی کوئی نہیں مشورے ہوتے ہیں اور جو کثرت رائے سے مشورے ہوں ان کو امیر کی معرفت سے خلیفۃ المسیح کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر وہاں فیصلہ ہوتا ہے۔ پس آپ بھی اس طریق پر چمٹے رہیں کیونکہ اسی میں برکت ہے اسی میں جماعت کی زندگی کا راز ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ مجلس شوریٰ کا نظام ہم میں جاری کر کے ہمیں ایک ہاتھ میں باندھ دیا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر جگہ مشورے کریں گے اور توکل اللہ پر ہی کریں گے جب فیصلہ جماعت کی طرف سے کیا جائیگا۔ تو پھر آگے توکل کا مقام ہے اور خدا تعالیٰ کبھی بھی اس توکل کو ضائع نہیں فرماتا۔

حضور پرنور نے فرمایا کہ شوریٰ سے متعلق اس نہایت مختصر خطبہ کے بعد اب میں خطبہ الہامیہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور بعض صحابہ کی روایات سے استفادہ کرتے ہوئے آپ کے سامنے اس مضمون پر کچھ روشنی ڈالتا ہوں۔ پھر حضور پرنور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس پڑھا۔

”۱۱/ اپریل ۱۹۰۰ء: عید الضحٰی کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو۔ تمہیں قوت دی گئی اور نیز یہ الہام ہوا كَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ كَرِيْمٍ۔ یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے چنانچہ اس الہام کو اسی وقت اخویم مولوی عبد الکریم صاحبؓ اور اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ اور شیخ رحمت اللہ صاحبؓ اور مفتی محمد صادق صاحبؓ اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ (حضور نے فرمایا کہ ان کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہیں لکھا ہے لیکن بہر حال ان پر رضی اللہ عنہ کا اطلاق ہوگا) اور ماسٹر عبد الرحمٰن صاحبؓ اور ماسٹر شیر علی صاحبؓ اور حافظ عبد العلی صاحبؓ اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جز تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے۔ جس وقت۔ یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شائد دو سو کے قریب ہو گی۔ سبحان اللہ اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے۔ اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچ اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی نظیر اس کی پیش نہیں کر سکتا۔“

حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور اقتباس پیش فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”عید الضحٰی کی صبح کو مجھے الہام ہوا کہ کچھ عربی میں بولو چنانچہ بہت احباب کو اس بات سے اطلاع دی گئی اور اس سے پہلے میں نے کبھی عربی زبان میں کوئی تقریر نہیں کی تھی۔ لیکن اس دن میں عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بلیغ فصیح پر معانی کلام عربی میں میری زبان پر جاری کی جو کتاب خطبہ الہامیہ میں درج ہے۔ وہ کئی جز کی تقریر ہے جو ایک ہی وقت میں کھڑے ہو کر زبانی فی البدیہہ کہی گئی۔ اور خدا نے اپنے الہام میں اس کا نام نشان رکھا کیونکہ وہ زبانی تقریر محض خدائی قوت سے ظہور میں آئی میں ہرگز یقین نہیں مانتا کہ کوئی فصیح اور اہل علم اور ادیب عربی بھی زبانی طور پر ایسی تقریر کھڑا ہو کر کر سکتا ہو۔

حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ کی روایات پڑھ کر سناتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی روایت بیان کی۔

روایت حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ:۔

”حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے بواسطہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر مدرس (مدرسہ احمدیہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ۱۹۰۰ میں یا اس کے قریب عید الاضحیٰ سے ایک دن پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کو لکھا کہ جتنے دوست یہاں موجود ہیں ان کے نام لکھ کر بھیج دو تا میں

باقی صفحہ (10) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

مذہبی معلومات کی کمی یا عمداً شرارت؟

قسط ۴ آخری

گزشتہ گفتگو تک ہم سابق سی۔بی۔ آئی ڈائریکٹر مسٹر جوگندر سنگھ کے ایک مضمون "اجتماعی تبدیلی مذہب یقیناً ملک کیلئے باعث تشویش ہونا چاہئے" کا جواب تین اقساط میں عرض کر چکے ہیں آج کی گفتگو میں ہم اس موضوع کو سمیٹتے ہوئے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مذہب دراصل اس راستے کا نام ہے جو ایک طرف تو انسان کو خالق کائنات کا حقیقی عرفان بخشتا ہے تو دوسری طرف انسانوں کے آپسی تعلقات کو محبت و رواداری کی بنیادوں پر قائم رکھتا ہے اور جو مذہب مذکورہ ہر دو بنیادی حقیقتوں کو اپنے اندر سموئے رکھتا ہے دراصل وہی حقیقی مذہب کہلانے کا حقدار ہے جس کا راستہ ایک طرف تو انسان کو خدا کی محبت کے چشمہ سے ملا دیتا ہے تو دوسری طرف خدا کی محبت کی گرمی کے نتیجہ میں انسانوں میں محبت کی گرمی پھوٹتی ہے کیونکہ وہ لوگ آپس میں بھی حقیقی اور بے لوث محبت نہیں کر سکتے جو خدا کی محبت کے چشمہ سے سیراب نہیں ہوئے۔

سوچنے والی بات یہ ہے کہ ہم مذہب کی اس حقیقت سے بے خبر ہو کر ان دنوں اس مضمون کی طرف کیوں چل پڑے ہیں کہ تبدیلی مذہب ہونا چاہئے یا نہیں؟ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس جذبہ کے پس منظر میں دراصل سیاسی و گروہی جذبات و مفادات کی دھول اٹھتی نظر آتی ہے۔ کسی بھی مذہب کے ملاں یا سیاسی لیڈران ہرگز برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد کی بھیڑ کسی دوسرے گروہ کی طرف منتقل ہو جائے اور یہ تماشا تو ہم آئے دن تمام مذاہب کے پنڈتوں پادریوں اور مولویوں اور سیاسی لیڈروں میں دیکھتے رہتے ہیں۔ بھلا پنڈت لوگ کب برداشت کریں گے کہ ان کے مندروں میں آنے والی لاکھوں کی بھیڑ کسی وقت تبدیلی مذہب کر کے مندروں کو حاصل ہونے والی آمدنیوں میں کمی پیدا کر دے اسی طرح ہندو انتہا پسند سیاسی پارٹیاں بھی یہ کبھی برداشت نہیں کریں گی کہ اکثریتی ہندو جن کے جذبات کو ابھار کر وہ ووٹ حاصل کر سکتے ہیں کسی بھی وقت ہندو مذہب کو خیر باد کہنے کے ساتھ ساتھ ان کے سیاسی مفادات کو بھی خیر باد کہہ دیں۔ اسی طرح مسجدوں کے ملاں یہاں تک کہ مختلف فرقوں کے ملاں بھی کبھی برداشت نہیں کرتے کہ ان کی مزاروں، خانقاہوں یا مسجدوں سے تعلق رکھنے والے ان کے فرقہ سے الگ ہو کر حاصل ہونیوالی آمدنیوں سے انہیں محروم کر دیں ایسا ہی جماعت اسلامی یا جمعیۃ العلما جیسی سیاسی پارٹیاں بھی مسجدوں کے ملاؤں کی طرح کبھی برداشت نہیں کرتیں کہ وہ مسلمان جو ان کا ووٹ بینک ہیں وہ کبھی بھی اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کی طرف لوٹ جائیں اور ان کے سیاسی مفادات کو نقصان پہنچا دیں۔ یہی حال عیسائیوں کا ہے جنہوں نے ایک زمانہ تک یوروپ کے بعض ممالک میں سختی سے نہ صرف تبدیلی مذہب پر روک لگا دی تھی بلکہ عیسائیت کو چھوڑنے والے کیلئے سزائے موت بھی مقرر کر رکھی تھی۔ ہندو غلبہ کے دنوں میں جو کچھ جینیوں اور بدھوں کے ساتھ ہوا یا جو ہندو مذہب کی چھوٹی ذاتوں کے ساتھ آج تک ہوتا چلا آرہا ہے اس کی مثالیں ہم گزشتہ مضامین میں پیش کر چکے ہیں۔ اسی طرح ملاؤں کے خود تراشیدہ عقیدہ قتل مرتد کے پیچھے جو جذبہ کارفرما ہے دراصل یہ سب مذہبی انتہا پسندی اور گروہی مفادات کو مقدم رکھنے کی ایسی گھناؤنی مثالیں ہیں جن کو پڑھ سن کر انسانی ضمیر نفرت سے بھر جاتا ہے۔

اگر ہم انصاف سے دیکھیں تو آج بھی اجتماعی تبدیلی مذہب کے شور کے پیچھے اس حقیقت کا تو فقدان ہے کہ لوگ مذہب کی اصل حقیقت یعنی محبت الٰہی کے جذبہ سے سرشار ہوں بلکہ یہ شور محض اور محض اس غم کی بناء پر ہے کہ کہیں اپنے مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی بھیڑ کم ہو کر ذاتی مفادات کو نقصان نہ پہنچا دے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کے دور میں ہر مذہب کی اکثریت روحانیت تو بہت دور کی بات ہے انسانی اخلاق تک سے عاری ہو چکی ہے بظاہر مذہبی ہمدردی کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے کسی مذہبی یا سیاسی لیڈر کو یہ غم نہیں ستاتا کہ اس کے مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی معاشی و معاشرتی برائیاں چھوٹ جائیں وہ شراب کی لعنت سے بچ جائیں انہیں ایسی رسوم سے چھٹکارا مل جائے جو گلے کا طوق اور پیروں کی بیڑیوں کے ہم رنگ ہیں ان کا اخلاقی و روحانی معیار اونچا ہو جائے انسانوں میں باہم محبت و رواداری پیدا ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو مذہب بھی ایسا کر دے گا اسے کبھی اجتماعی یا انفرادی تبدیلی مذہب کے خوف سے غمزدہ نہیں ہونا پڑیگا انسانوں کی بھیڑ اسی کی طرف جھکے گی جو انہیں مذہب کی اصل حقیقت سے آشنا کر سکے گا۔

اس گفتگو کے آخر پر ہم اسلام کی اصل حقیقت سے آشنا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اصل مذہب وہی ہے جو ان دو مرکزی خوبیوں کو اپنے اندر رکھتا ہو کہ:-

☆- انسان کو خدا کی محبت حاصل ہو جائے۔ ☆- دوسرے یہ کہ انسان کی انسان سے محبت ہو جائے۔

پس خوشخبری ہو کہ مذہب اسلام ان ہی دو بنیادی پہلوؤں کا نام ہے لیکن یاد رہے کہ آج کے دور میں ہم کو اس حقیقت سے آگاہی بانی احمدیت سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ہی بخشی ہے ورنہ دیگر فرقوں کے ملاؤں نے اسلام کی سنہری تعلیمات کو اس قدر مسخ کر دیا ہے کہ دیگر اہل مذہب اسلامی تعلیمات میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

آخر پر ہم اس تعلق میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی موعود اقوام عالم امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" سے ایک اقتباس پیش کر کے اس گفتگو کو ختم کرتے ہیں۔ حضور اقدس فرماتے ہیں:

"کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہل اسلام سے حقیقی طور پر ملقب نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ اپنا سارا وجود مع اسکی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدانہ کر دیوے اور اپنی انانیت سے مع اسکے جمیع لوازم کے ہاتھ اٹھا کر اسی کی رہ میں نہ لگ جاوے۔ پس حقیقی طور پر اسی وقت کسی کو مسلمان کہا جائے گا جب اسکی غافلانہ زندگی پر ایک سخت انقلاب وارد ہو کر اسکے نفس امارہ کا نقش ہستی مع اسکے تمام جذبات کے یکدفعہ مٹ جائے اور پھر اس موت کے بعد محسن للہ ہونے کی نئی زندگی اس میں پیدا ہو جائے اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اس میں بجز طاعت خلق اور ہمدردی مخلوق کے اور کچھ بھی نہ ہو۔

خالق کی طاعت اس طرح سے کہ اسکی عزت و جلال اور یگانگت ظاہر کرنے کے لئے بے عزتی اور ذلت قبول کرنے کے لئے مستعد ہو اور اسکی وحدانیت کا نام زندہ کرنے کیلئے ہزاروں موتوں کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو اور اس کی فرمانبرداری میں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو بخوشی خاطر کاٹ سکے اور اس کے احکام کی عظمت کا پیار اور اس کی رضا جوئی کی پیاس گناہ سے ایسی نفرت دلاوے کہ گویا وہ کھا جانے والی ایک آگ ہے یا ہلاک کرنے والی ایک زہر ہے یا بھسم کر دینے والی ایک بجلی ہے جس سے اپنی تمام قوتوں کے ساتھ بھاگنا چاہے۔ غرض اسکی مرضی ماننے کیلئے اپنے نفس کی سب مرضیات چھوڑ دے اور اُسکے پیوند کے لئے جانکاہ زخموں سے مجروح ہونا قبول کر لے اور اس کے تعلق کا ثبوت دینے کے لئے سب نفسانی تعلقات توڑ دے۔

اور خلق کی خدمت اس طرح سے کہ جس قدر خلقت کی حاجات ہیں اور جس قدر مختلف وجوہ اور طرق کی راہ سے قسام ازل نے بعض کو بعض کا محتاج کر رکھا ہے ان تمام امور میں محض للہ اپنی حقیقی اور بے غرضانہ اور سچی ہمدردی سے جو اپنے وجود سے صادر ہو سکتی ہے۔ ان کو نفع پہنچا دے اور ہر یک مدد کے محتاج کو اپنی خداداد قوت سے مدد دے اور ان کی دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح کے لئے زور لگا دے۔

مگر یہ للہی وقف محض اس صورت میں اسم با مسمّی ہو گی کہ جب تمام اعضا للہی طاعت کے رنگ سے ایسے رنگ پذیر ہو جائیں کہ گویا وہ ایک الٰہی آلہ ہیں جن کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً افعال الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں یا ایک مصفا آئینہ ہے جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفاء تام عکسی طور پر ظہور پکڑتی رہتی ہیں۔ اور جب اس درجہ کاملہ پر للہی طاعات و خدمات پہنچ جائیں تو اس صبغۃ اللہ کی برکت سے اس وصف کے انسان کے قویٰ اور جوارح کی نسبت وحدت شہودی کے طور پر یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کہ مثلاً یہ آنکھیں خدا تعالیٰ کی آنکھیں اور یہ زبان خدا تعالیٰ کی زبان اور یہ ہاتھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ اور یہ کان خدا تعالیٰ کے کان اور یہ پاؤں خدا تعالیٰ کے پاؤں ہیں۔ کیونکہ وہ تمام اعضاء اور قوتیں للہی راہوں میں خدا تعالیٰ کے ارادوں سے پُر ہو کر اور اس کی خواہشوں کی تصویر بنکر اس لائق ہو جاتی ہیں کہ ان کو اسی کا روپ کہا جاوے وجہ یہ کہ جیسے ایک شخص کے اعضاء پورے طور پر اسکی مرضی اور ارادہ کے تابع ہوتے ہیں ایسا ہی کامل انسان اس درجہ پر پہنچکر خدا تعالیٰ کی مرضیات و ارادات سے موافقت تامہ پید کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت اور مالکیت اور معبودیت اور اسکی ہر یک مرضی اور خواہش کی بات ایسی ہی اس کو پیاری معلوم ہوتی ہے کہ جیسی خود خدا تعالیٰ کو سو یہ عظیم الشان للہی طاعت و خدمت جو پیار اور محبت سے ملی ہوئی اور خلوص اور حنفیت تامہ سے بھری ہوئی ہے یہی اسلام اور اسلام کی حقیقت اور اسلام کا لب لباب۔ ہے جو نفس اور خلق اور ہوا اور ارادہ سے موت حاصل کرنے کے بعد ملتا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ:61-62)

(منیر احمد خادم)

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)

Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

ESTD:1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

خطبہ جمعہ

خاوند اپنے اہل و عیال پر نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھی جانے والی ہے

ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہونگے

(احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے میاں بیوی کے حقوق وفرائض سے متعلق تاکیدی نصائح)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۸/ جنوری ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۸/ صلح ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ. وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

(سورۃ البقرہ آیت ۲۲۹)

ترجمہ اس کا یہ ہے: اور ان عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا حق ہے جتنا مردوں کا اُن پر ہے حالانکہ مردوں کو اُن پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے اور اللہ کامل غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

یہ جو حقوق کا مضمون بیان ہو رہا ہے مردوں اور عورتوں کا آپس میں اس کے لئے حدیثوں میں ایسی حدیثیں نہیں مل سکیں جس میں معاملہ ملا جلا نہ ہو۔ تو بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جہاں مردوں کے فرائض ہیں اور عورتوں کے بھی فرائض ہیں تو یہ ایک ہی سلسلے کی کڑی ہے اس لئے جہاں بھی امتزاج ہو دونوں باتوں کا اس کا کوئی فرق نہیں پڑتا مگر خاص طور پر آج کے خطبے کا موضوع، عورتوں کے مردوں پر جو حقوق ہیں اس کا بیان ہے تو جیسا کہ میں نے کوشش کی تھی ان کو الگ الگ کر سکوں، بہت حد تک کر سکا ہوں، لیکن دونوں معاملات آپس میں مل جل سے گئے ہیں اور بعض دفعہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ کس کے حقوق بیان ہو رہے ہیں اور کس کے فرائض۔

احادیث کے بیان میں سب سے پہلے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے۔ چنانچہ امام بھی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے اور خاوند اپنے اہل و عیال پر نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھی جانے والی ہے۔ (بخاری کتاب الوصایا) یعنی وہ بچے جو گھر میں پرورش پاتے ہیں اور دوسرے حقوق جو ہیں وہ ان کی نگران ہے اور اس بارے میں وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہو گی۔

دوسری حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ یہ حدیث بھی صحیح بخاری سے لی گئی ہے۔ پہلی حدیث بھی بخاری سے لی گئی تھی۔ صحیح بخاری کی اس حدیث میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں۔ آپؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خدا کی رضا چاہتے ہوئے جو خرچ کرو گے اس پر تمہیں ضرور اجر ملے گا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔ (بخاری کتاب الایمان) ۔ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی محبت کو خدا کی محبت میں ملا دیا تھا اور گویا آپ کا ہر عمل عبادت بن گیا تھا تو بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا تو ایک محبت کا اظہار ہے اگر اسے خدا کی محبت میں گوندھ دیا جائے تو یہی چیز پیار کا اظہار بن جائے گی اور عبادت بھی ہو جائے گی۔

مسلم کتاب الزکوٰۃ میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایک دینار تُو خدا کی راہ میں خرچ کرے اور ایک دینار تُو گردن آزاد کروانے پر خرچ کرے، اور ایک دینار تُو کسی مسکین پر خرچ کرے اور ایک دینار تُو اپنے اہل پر خرچ کرے تو ان میں سے سب سے زیادہ اجر اس دینار کا ہو گا جو تُو نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا ہو گا۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بہت سے لوگ باہر بظاہر نیکیوں پر خرچ کر رہے ہوتے ہیں اور بیوی کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہوتے تو خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ بیوی کا بھی ویسا ہی حق ہے اور جو بیوی کے اوپر خرچ کرتا ہے یعنی اہل و عیال اور بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ دراصل باہر والوں کی نظر سے ہٹ کر خرچ کرتا ہے اور خدا کی نظر میں خرچ کر رہا ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ وہ دینار جو اپنی بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ باہر کے اخراجات سے بہتر ہے۔

پھر بخاری کتاب النکاح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر عورت نفلی روزے نہ رکھے اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر کے اندر آنے دے۔ (بخاری کتاب النکاح باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها الا باذنه) ۔ یہ بہت ہی ضروری ہے۔ خاوند تو باہر کام پر ہوتا ہے اس کو کیا پتہ کہ گھر میں کون آیا ہے اور کون نہیں۔ تو عورت کا فرض ہے کہ اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر جو ناپسندیدہ اشخاص ہیں خاوند کے نزدیک ان کو گھروں میں نہ آنے دے اور وہی اس کے نزدیک بھی ناپسندیدہ ہونے چاہئیں۔ بلکہ یہاں تک فرمایا خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو فرضی روزے رکھنے پڑتے ہیں اس میں تو خدا کی رضا غالب ہے اور خاوند کو حق نہیں کہ فرضی روزوں میں دخل اندازی کرے۔

ابن ماجہ میں حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہے تو وہ جنت میں جائے گی۔

(سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب حق الزوج على المرأة)۔

ترمذی کتاب النکاح سے یہ روایت قیس بن طَلْق کی لی گئی ہے جو اپنے والد طَلْق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لئے بلائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کے پاس چلی آئے خواہ وہ تنور پر کھڑی ہو۔ (سنن ترمذی كتاب النكاح . باب ما جاء في حق الزوج على المرأة)۔ تنور پر کھڑی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خواہ روٹی جل رہی ہو اور یہ نہ کہے کہ میں انتظار کر رہی ہوں روٹیاں پکا رہی ہوں مگر اگر خاوند کو ضرورت ہے تو اس کا پہلا حق ہے اس کی آواز پر لبیک کہے۔

مسند احمد میں یہ روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت پنجوقتہ نماز پڑھتی ہے اور رمضان کے روزے رکھتی ہے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرتی ہے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ جنت کے جس دروازے سے تو چاہے داخل ہو جا۔ (مسند احمد . مسند العشرة المبشرة بالجنة)۔ اب یہ جنت کے دروازوں کے متعلق بھی بار بار وضاحت کی گئی ہے کوئی ایسا گیٹ (Gate) نہیں لگا ہوا وہاں یا کئی گیٹ نہیں لگے ہوئے کہ جہاں سے مرضی داخل ہو جاؤ۔ مراد یہ ہے کہ اپنی پسند سے خدا تعالیٰ کی جنت میں داخل ہو جاؤ اور تیرا حق ہے کہ ہر دروازے سے داخل ہو یعنی رضا کے لحاظ سے بھی تُو نے جو بھی فرائض تھے سب پورے کر دئے اس لئے اب تیری اپنی پسند ہے کہ جس دروازے سے چاہے مگر یاد رکھیں دروازہ کوئی ایسا نہیں جو ظاہری دروازہ جنت میں نصب ہو یہ صرف ایک محاورہ ہے یہ بتانے کے لئے کہ عورت کو یہ نیکیاں اختیار کرنے میں خدا تعالیٰ یہ جزا دے گا کہ جس طرح چاہے جنت میں داخل ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔

ایک حدیث میں جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں تم سے رات کو مسجد جانے کی اجازت طلب کیا کریں تو انہیں اجازت دے دیا کرو (صحیح بخاری کتاب الاذان)۔ یہ معاشرے کا بھی ایک معاملہ ہے۔ بعض معاشرے گندے ہوتے ہیں جہاں رات کو خود عورتوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ یا تو مرد ساتھ جائے یا ان کو اکیلے نہ جانے دیا جائے۔ تو یہ حسب حالات فیصلہ ہوگا۔ جن معاشروں میں رات کو عورت کا نکلنا، آج کل پاکستان میں عورت کا اکیلی رات کو نکلنا بہت ہی خطرناک ہے تو ایسی صورت میں ان کی حفاظت کی خاطر ان کو اس بات کی اجازت نہ دینا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوگی کیونکہ آپ ایک پر امن معاشرے کی بات کر رہے ہیں۔ وہاں اگر عورت کا دل چاہتا ہے رات کو مسجد میں جا کے نماز پڑھے تو اس کو اس کی اجازت دے دینی چاہئے۔

مسلم کتاب النکاح میں حضرت عبدالرحمن بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے ابو سعید خدریؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز خدا کے حضور سب سے بدترین وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے علیحدگی میں ملتا ہے اور وہ اُس سے ملتی ہے، پھر بعد میں وہ اُس کے راز پھیلاتا ہے۔(صحیح مسلم. کتاب النکاح) ۔ یہ گندی اور بدبخت عادت بھی بعض مردوں میں ہوتی ہے ۔ وہ اپنی بیوی سے متعلق کہ کیسے ملی اور کیسی تھی باہر اپنے دوستوں کی مجلس میں ذکر کرتے ہیں جو نہایت ہی نامناسب اور بیہودہ حرکت ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے بدن کے کپڑے ہیں جن کو ایک دوسرے کے رازوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔

سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف زیادہ میلان رکھے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا نصف دھڑ ٹیڑھا ہوگا۔(سنن نسائی ابواب عشرۃ النساء)۔ اب جو نصف دھڑ ٹیڑھا ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا جھکاؤ ناانصافی کی طرف رہا ہے اور اس پہلو سے اس کا وجود جو ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک غلط طرف جھکا ہوا نظر آئے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آتا ہے کہ آپ اللہ کی طرف ہی جھکے رہتے تھے۔ اگر کوئی لغزش ہو بھی تو خدا کی طرف گرتے تھے تو ایسا مردود بڑا بدنصیب ہے جو لغزش کے وقت غیر اللہ کی طرف گرتا ہے اور ناانصافی کی طرف گرتا ہے تو جسم ٹیڑھا ہونے سے مراد یہی ہے کہ وہ ایک غیر متوازن حیثیت سے خدا کے حضور پیش ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان عدل کے ساتھ تقسیم فرماتے تھے۔ یہ وہی مضمون ہے جو اس سے پہلے گزرا یعنی عدل کے ساتھ تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ پھر کہتے تھے اے میرے اللہ! جس کی طاقت میں رکھتا ہوں وہ میں نے کر دیا ہے پس تو مجھے اس بارہ میں ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے کہ میں اُس میں بے اختیار ہوں۔(سنن نسائی ابوب عشرۃ النساء)۔ تو بیویوں سے انصاف کا سلوک مردوں کا فرض ہے مگر اگر محبت کسی سے زیادہ ہے تو اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ بے اختیاری کا معاملہ ہے۔ تو آنحضرت ﷺ اپنے دل کی اتنی حفاظت فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اس طرح ڈرتے تھے کہ دل کے معاملات وہ جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں اس لئے اگر کسی بیوی کی طرف دلی میلان زیادہ ہو اور ظاہری طور پر انصاف کر رہا ہوں تو اللہ اس دلی میلان کو معاف فرما دے۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرنا چاہتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے اور جس کے نام کا قرعہ نکلتا اُسے ساتھ لے جاتے۔ اسی طرح آپ ہر ایک بیوی کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرماتے تاہم حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہبہ کر دی تھی۔

(سنن ابو داؤد. کتاب النکاح)۔

صحیح بخاری کتاب الاذان میں یہ درج ہے۔ حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ آنحضور ﷺ گھر پر کیا کیا کرتے تھے۔ آپؓ نے فرمایا کہ وہ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

اہل خانہ کی خدمت سے مراد یہ ہے کہ گھریلو کاموں میں عورتوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے اور الگ الگ نہیں بیٹھا کرتے تھے۔ اور جہاں تک اپنے کاموں کا تعلق ہے کوشش کیا کرتے تھے کہ خود ہی

تبلیغ دین و نشر و اشاعت کے کام پر☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

کر لیں۔ چنانچہ اپنے پیوند بھی خود لگایا کرتے تھے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا جو ذاتی نمونہ ہے وہ دونوں کے لئے برابر نمونہ ہے۔ مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی۔ اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تھا تو پھر نماز کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے آگ دکھائی گئی ہے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہیں۔ عرض کیا گیا کیا وہ اللہ کا انکار کرتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ وہ احسان فراموشی کی مرتکب ہوتی ہیں اگر تو ان میں سے کسی سے ساری عمر احسان کرے اور پھر وہ تیری طرف سے کوئی بات خلاف طبیعت دیکھے تو کہتی ہے میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔(بخاری کتاب الایمان باب کفران العشیر)

اب یہ ایک ایسی حدیث ہے جس سے میرا دل ہمیشہ دہل جاتا ہے کہ عورتوں کے پاؤں کے نیچے جنت بھی ہے اور عورتیں بہت تکلیفیں اٹھاتیں، اولاد کو اپنے پیٹ میں پالتیں اور ہر لحاظ سے ان کے حقوق ہیں یہاں تک کہ ان کے متعلق یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ان کے پاؤں تلے جنت ہے بچوں کے لئے۔ اس کے باوجود جہنم میں جوان کی کثرت کا ذکر ہے اس سے میرا دل دہل جاتا ہے اور چھوٹی سی بات کی اگر فکر کریں تو پھر اس بات کو وہ محسوس کر لیں کہ معمولی سی نیکی کرنے سے ان کو خدا تعالیٰ عذاب سے بچا لے گا۔ یہ عموماً کہتی ہیں۔ پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ عورتوں کی کیا عادت ہے کہ جب ناراض ہوں کوئی لڑائی ہو تو خاوند بیچارے نے ساری عمر بھی خدمت کی ہو وہ کہتی ہیں ہم نے تو تجھ سے کوئی سکون نہیں پایا ہمیشہ تو نے برائی ہی کی ہے ہماری۔ اور ساری عمر کے احسانات وہ ایک طرف پھینک دیتی ہیں۔ یہ وہ عادت ہے جس سے توبہ آسان ہے۔ استغفار کریں، غصہ آئے تو خاموش ہو جایا کریں اور کچھ دیر کے بعد سمجھ آ جائے گی کہ خاوند نے بہت احسانات کئے ہوئے ہیں اور اتنی سی بات سے اگر جہنم کی آگ سے بچ سکتی ہیں تو ایسی نیکی نہیں جو اختیار نہ کی جا سکتی ہو، بہت بھاری اور بڑی نیکی نہیں، بہت معمولی بات ہے۔

آخر پر ایک حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا "اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ" یعنی آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔(سنن ابو داؤد کتاب الطلاق)

پس طلاق کا جہاں حق ہو یا ضرورت ہو وہاں مجبوری ہے اور دینی چاہئے یہاں تک کہ اگر باپ دیکھے کہ بیوی میں کوئی ایسا نقص ہے جو آگے دین کے لحاظ سے اولاد پر اثر ڈالے گا تو اس کے کہنے پر طلاق دینے کا بھی حکم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روایت ہے کہ آپ ایک دفعہ گھر آئے تو حضرت اسماعیل کی جو بیوی تھیں اس وقت ان کے اندر آپ نے کچھ ایسی بات دیکھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تربیت میں بچے ٹھیک نہیں پلیں گے تو آپ نے اس کو ایک ایسا پیغام دیا جو حضرت اسماعیل سمجھ گئے، وہ نہ سمجھ سکی اور وہ یہ تھا کہ اسماعیل اپنے گھر کی چوکھٹ بدل لو۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ چوکھٹ بدل لی یعنی دوسری بیوی کر لی اور اس بیوی کو طلاق دے دی۔ تو اگر نیکی اور تقویٰ کی خاطر، اولاد کی تربیت کی خاطر بات کہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ باپ کی یہ بات تسلیم کر لینی چاہئے۔ مگر اگر ویسے کوئی چڑ ہو باپ کو اپنی بہو سے یا ویسے کوئی دنیاوی معاملات ہوں تو اس میں مرد کا اسی طرح حق ہے جس طرح عورت کا حق ہے اور جب ایک ماں باپ نے بیٹی کو رخصت کیا ہے خاوند کے پاس تو بڑی امیدوں کے ساتھ وابستہ بھیجا ہوتا ہے اس صورت میں طلاق میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ نامناسب بات ہے اور طلاق کے متعلق قرآن کریم میں اور احادیث میں بہت سی شرائط ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں: "مرد گھر کا کشتی بان ہوتا ہے، اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لیے کہا اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ اُس کی رستگاری کے ساتھ اُس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے"۔(البدر، جلد ۳ نمبر ۲۷، بتاریخ ۱۶/ جولائی ۱۹۰۴ء، صفحہ ۴)۔ یہاں قَوّٰمُوْن کا غلط مطلب بعض مرد سمجھتے ہیں۔ قوّام کا مطلب غالب اور تشدد کرنے والا نہیں ہے۔ قوّام سے مطلب ہے سیدھا رکھنے والا، اپنی بیوی کو سیدھا رکھنا اور اس کی تربیت کرنا یہ مرد کا فرض ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اپنے فرائض سے غفلت کرنے والا بنے گا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اس کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل کی رستگاری ہے"۔ اگر وہ بد باتوں سے آزاد رہنا چاہتا ہے، غلط باتوں سے آزاد رہنا چاہتا ہے تو خود صاف بنے تو بیوی بھی صاف ہی بنے گی۔

اسی بات کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "مرد چونکہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ کا مصداق ہے اس لئے اگر وہ لعنت لیتا ہے تو وہ لعنت بیوی بچوں کو بھی دیتا ہے۔ اور اگر برکت پاتا ہے تو ہمسایوں اور شہر والوں تک کو بھی دیتا ہے"۔(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۹ بتاریخ ۲۴/مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ

بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر چشم پوشی نہیں کر سکتا"۔ (ملفوظات جلد اول ، جدید ایڈیشن، صفحہ ۴۴۰)

اب یہ ایک ایسا حکم ہے جس کو عموماً نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ عورتوں پر ایسا رنگ جمانے کے لئے سمجھتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آزادی کا ان کا حق یہ ہے کہ ان کو دین کے معاملات میں کھلی چھٹی دے دی جائے اور بہت سے افسروں میں یہ عادت ہے کہ اپنی بیویوں کو بے پردہ مجالس میں لے کے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہم نے بیوی پر بڑا احسان کیا ہے کہ اس کو کھلی رخصت دے دی ہے۔ یہ ناجائز حرکت ہے اور بیوی پر خوب کھول دینا چاہئے کہ دین کے معاملہ میں میں ہرگز نرمی نہیں کروں گا لیکن دنیاوی معاملات میں ہر آسودگی دوں گا، ہر آسائش مہیا کروں گا اس لئے یہ نہ سمجھنا کہ میں دنیاوی لحاظ سے چشم پوشی نہیں کر سکتا وہ میں کرتا ہوں گا مگر دین کے معاملے میں سمجھ لو کہ دین کی حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت میں تمہیں نہیں دے سکتا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مکتوب میں جو میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ کے نام ایک خط تھا اس کا ایک اقتباس ہے "عورتوں کے لئے خداتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر بلا سے بچاوے گا اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی"۔ (مکتوبات احمد جلد ۵ نمبر ۵ صفحہ ۲۰۷)

پھر ملفوظات میں درج ہے: "اگرچہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا مگر تاہم آپ کی بیویاں سب کام کر لیا کرتی تھیں۔ جھاڑو بھی دے لیا کرتی تھیں اور ساتھ اس کے عبادت بھی کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک بیوی نے اپنی حفاظت کے واسطے ایک رسہ لٹکا رکھا تھا کہ عبادت میں اونگھ نہ آجائے۔ عورتوں کے لئے ایک ٹکڑا عبادت کا خاوندوں کا حق ادا کرنا ہے اور ایک ٹکڑا عبادت کا خدا کا شکر بجالانا ہے"۔ (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۵۲)

پھر فرماتے ہیں "عورتوں میں ایک خراب عادت یہ بھی ہے کہ وہ بات بات میں مردوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ برا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ ایسی عورتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک لعنتی ہیں"۔

اب یہ جو "لعنتی" فرمایا ہے بہت سخت لفظ ہے مگر حقیقت میں اگر کسی گھر کا حال کسی کو معلوم ہو اور بہت سے لوگوں کو بعض دفعہ ہمسایوں اور دوسروں کے گھروں کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں تو بعض عورتیں جسے پنجابی میں "کپتّی" کہتے ہیں فطرتاً کپتّی ہوتی ہیں اور نافرمانی کرنا بات بات پر، بات بات پر بگڑنا اور گالیاں شروع کر دینا یہ ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ بعض مردوں کے متعلق میں جانتا ہوں کہ اسی قسم کی عورتوں کے تابع انہوں نے ساری عمر بہت ہی گندی حالت میں بسر کی لیکن اپنی مردانگی کے حقوق ادا نہ کر سکے۔ اگر وہ شروع سے ہی عورت کو سمجھا دیتے تو کبھی ہو نہیں سکتا تھا کہ عورت اس قسم کی حرکت کرتی۔ اس کا نام لینا مناسب نہیں وہ بھی فوت ہو گئے، ان کی بیوی بھی فوت ہو گئیں اللہ انہیں جنت بخشے اور معاف فرمائے لیکن عورت کے ساتھ شروع ہی سے یہ بات خوب کھول دینی چاہئے کہ جو اصولی باتیں ہیں ان کو میں قربان نہیں کروں گا۔ کمزوریاں ہیں بہت سی تمہارے اندر، ہونگی ان میں مَیں صبر سے کام لوں گا لیکن یہ شروع میں ہی سمجھانے کا وقت ہوا کرتا ہے۔

ایک امریکن کہانی میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں مگر وہ ایسی ہے کہ اس موقع پر پھر یاد آجاتی ہے۔ ایک مرد کی بیوی بڑی سخت مزاج تھی اور بہت ہی اس کو دبا کر رکھا ہوا تھا۔ ایک دوسرا شخص تھا اس کی بیوی بہت ہی مطیع اور فرمانبردار تھی اور ہر بات میں فوراً کہا مانتی تھی۔ تو اس کے دوست نے اس سے پوچھا کہ مجھے بھی یہ راز بتاؤ آخر تمہاری بیوی کیوں اتنی فرمانبردار ہے، میری کیوں اتنی سختی کرتی ہے۔ اس نے کہا وقت گزر گیا اب نہیں کچھ ہو سکتا۔ جو پہلے دن ہونا تھا ہو گیا۔ اس نے کہا پھر بھی بتاؤ تو سہی۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں رواج تھا کہ بیوی کو گھوڑے پر بٹھا کر یا گھوڑی پر بٹھا کر اپنے پیچھے بٹھا کر لے جایا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے مَیں نے جان بوجھ کر وہ گھوڑی چنی جو ٹھوکر کھاتی تھی۔ اس کو کہتے ہیں ناخن لینا، تو وہ ناخن لیتی تھی۔ تو ایک دفعہ اس نے ناخن لیا تو میں نے کہا "That is once" ایک دفعہ ہو گیا بس۔ اب وہ عادت تھی بیچاری کو اس نے دوبارہ ناخن لیا۔ اس نے کہا "That is twice" اور جب تیسری دفعہ ناخن لیا تو بیوی کو میں نے کہا اترو۔ ہم دونوں اترے میں نے گھوڑی کو باندھا ایک جگہ اور شوٹ (Shoot) کر دیا۔ اس پر بیوی آگ بگولا ہو گئی، اتنی گالیاں مجھے دیں۔ اس نے کہا ابھی مجھے واپس لے جاؤ میں تو تمہارے ساتھ بس سکتی ہی نہیں، اتنے ظالم سفاک آدمی ہو۔ جب وہ بات ختم کر چکی تو میں نے کہا "That is once" ایک دفعہ ہو گیا بس۔ پھر اس کے بعد آج تک "That is twice" نہیں ہوا۔ تو تم نے اگر یہ کام سیکھنا تھا تو پہلے دن سیکھنا تھا اب نہیں ہو سکتا۔ تو ایسی عورتوں کا علاج بھی "That is once" ہی ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں: "وہ لعنتی ہیں"۔ یہ اس لحاظ سے لعنتی لفظ بہت سخت ہے مگر بالکل صحیح چسپاں ہوتا ہے۔ "ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب تک پوری پوری خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم نہ بجالائے اور پس پشت اس کے لئے اس کی خیر خواہ نہ ہو"۔ (ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۴۷،۴۸)۔ یہ پس پشت کی جو خیر خواہی ہے یہ بہت ہی اہم ہے اور اس کو نظرانداز کرنے کے نتیجے میں بہت اولادیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ مجھے ایک دفعہ اس بات کا شوق پیدا ہوا پتہ کریں کہ بڑے بڑے مخلص لوگوں کی اولادیں جو پھر گئیں یا مرتد ہو گئیں یعنی ضائع ہو گئیں کیا وجہ تھی۔ تو پشاور، صوبہ سرحد میں بھی میں نے تحقیق کی، بنگال جا کے بھی تحقیق کی تو ہر صورت میں یہ پتہ چلا کہ خاوند جب باہر ہوتا تھا تو بیوی اپنے بچوں کے کان بھرتی تھی اور خاوند کے خلاف کرتی رہتی تھی۔

تو غیر حاضری میں خاوند کے حقوق ادا کرنا بہت ہی ضروری ہے اور اگر غیر حاضری میں اس کے خلاف بچوں کے کان میں بری باتیں پھونکی جائیں گی تو وہ بچے باپ کے تو بہرحال نہیں بنیں گے مگر اکثر ماں کے بھی نہیں بنتے، کسی کے بھی نہیں رہتے۔ وہ یونہی ایک ایسے جہاز کی طرح جس کا کوئی سہارا نہ ہو موڑنے کی کوئی چیز نہ ہو وہ طوفانی موجوں میں جو گناہ کی طوفانی موجیں ہیں ان میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے بھی بہت زور دیا اور اسی زور کے نتیجے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زور دیا ہے کہ خاوند کی غیر موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے تمہاری اولاد تباہ ہو جائے۔

پھر بعض دفعہ کہتے ہیں عورتوں سے تو کوئی پردہ نہیں۔ ہر قسم کی عورت گھر میں آسکتی ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں بہت ہی اہم تاکید کرتے ہیں "عورتوں پر بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور نہ ان کو اپنی خدمت میں رکھیں"۔ بدکار نوکرانیاں اپنی خدمت میں نہ رکھیں ورنہ اس کے بہت برے نتائج نکل سکتے ہیں تو وہ بعد میں اس وقت پچھتائیں گی جب وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔ "کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو"۔ (ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۴۷،۴۸)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرد کے فطری قویٰ کی مضبوطی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مرد کو بہ نسبت عورت کے فطرتی قویٰ زبردست دیئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے مرد عورت پر حکومت کرتا چلا آیا ہے"۔ اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ ہر جگہ دنیا میں مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ وہ حکومت کرتا چلا آیا ہے کیونکہ قویٰ مضبوط ہیں اور محنت کے کام کرنے کے لئے خداتعالیٰ نے ان کو ایسے قویٰ بخشے ہیں کہ وہ بہت زیادہ محنت کر سکتے ہیں بہ نسبت عورتوں کے جو نسبتاً نازک اندام ہوتی ہیں۔

"قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو مروّت اور احسان کی رُو سے ایک پہاڑ سونے کا بھی دے تو طلاق کی حالت میں واپس نہ لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام میں عورتوں کی کس قدر عزّت کی گئی ہے۔ ایک طور سے تو مردوں کو عورتوں کا نوکر ٹھہرایا گیا ہے۔ اور بہرحال مردوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی تم اپنی عورتوں سے ایسے حسن سلوک سے معاشرت کرو کہ ہر ایک عقلمند معلوم کر سکے کہ تم اپنی بیوی سے احسان اور مروّت سے پیش آتے ہو"۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ ۲۸۸)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "ہمیں جو کچھ خداتعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشا زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگہداشت اور ان کے حقوق کی بجاآوری سے ثواب حاصل ہو۔ اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کر لو لیکن اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو پھر یہ فسق ہوگا۔ اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے۔ دل دُکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب والدین اُن کو اپنے سے جُدا اور دوسرے کے حوالہ کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں اُن کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کے حکم سے ہی کر سکتا ہے۔ اگر انسان کا سلوک اپنی بیوی سے عمدہ ہو اور اسے ضرورتِ شرعی پیدا ہو جاوے تو اس کی بیوی اس کے دوسرے نکاحوں سے ناراض نہیں ہوتی۔ ہم نے اپنے گھر میں کئی دفعہ دیکھا ہے کہ وہ ہمارے نکاح والی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے رو رو کر دعائیں کرتی ہیں"۔ تو حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گواہی ہے کہ لوگ تو پسند نہیں کرتے کہ اپنے اوپر سوکن آئے لیکن حضرت مسیح موعود کو جانتی تھیں کہ آپ کی بنا تقویٰ پر ہے اس لئے آپ رو رو کر دعائیں کرتی

ارشاد نبویؐ

خَيرُ الزَّادِ التَّقوٰے

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

﴿منجانب﴾

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-1652, 248-5222

رہائش- 243-0794, 27-0471

تھیں کہ اللہ کرے کہ یہ سوکن جس کا آنا الہامی طور پر مقدر کیا گیا ہے وہ میرے گھر میں آجائے۔" اصل بات یہ ہے کہ بیویوں کی ناراضگی کا باعث خاوند کی نفسانیت ہوا کرتی ہے اور اگر اُن کو اس بات کا علم ہو کہ ہمارا خاوند صحیح اغراض اور تقویٰ کے اصول پر دوسری بیوی کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ کبھی ناراض نہیں ہوتیں۔ فساد کی بنا تقویٰ کی خلاف ورزی ہوا کرتی ہے"۔(ملفوظات، جلد۷، صفحہ ۶۴،۶۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہوں گے اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں، پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید ہو جاتی ہے۔ اولاد کا طیّب ہونا تو طیّبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے۔ وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں"۔ یہ خیال غلط ہے کہ عورتیں بے وقوف ہیں، ان کو پتہ نہیں چلتا۔ "یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ احمق ہیں وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے راستہ پر ہو گا تو وہ اس سے ڈریں گی اور خدا سے بھی۔ سب انبیاء، اولیاء کی عورتیں نیک تھیں اس لئے کہ ان پر نیک اثر پڑتے تھے"۔ بعض استثناء قرآن میں درج ہیں ان کو چھوڑ کر یہ ایسا اصول ہے جو اطلاق پاتا ہے۔ "جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہیں تو ان کی عورتیں بھی ویسی ہی ہو جاتی ہیں۔ ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ میں تہجد پڑھوں۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑھتی ہے؟"۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ "اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ اسی لئے کہا ہے کہ عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں"۔ یہاں قوّام کا جو حقیقی معنی ہے کہ متاثر کرنے والا یہ بیان فرمایا ہے۔ "جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔ ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہو گا تو بدمعاشی سے وہ حصہ لیں گی"۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۱۷،۲۱۸)

"اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو۔ عورتوں میں بت پرستی کی جڑ ہے کیونکہ ان کی طبائع کا میلان زینت پرستی کی طرف ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بت پرستی کی ابتداء انہی سے ہوئی ہے"۔ یہ بھی بڑا گہرا عارفانہ کلام ہے کہ عورتوں سے بت پرستی کا آغاز ہوا ہے کیونکہ زینت پرستی کی طرف مائل ہیں اور اسی کے نتیجہ میں پھر بالآخر بت پرستی کی طرف رجحان ہو جاتا ہے"۔

آخری اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ہے جو ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۳ سے لیا گیا ہے۔ "اس وقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگوں میں بھیج کر دیکھیں تو سہی کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے یا مختلف؟ ایک طرف تو اسے حمل ہے اور ایک طرف جنگ ہے وہ کیا کر سکے گی؟ غرضیکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قویٰ کمزور ہیں اور کم بھی ہیں اس لئے مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۳،۱۳۴)

اس ضمن میں جو عورتوں کی آزادی کی موومنٹس (Movements) ہیں ان کی طرف سے کئی سوالوں کی مجلس میں جب مجھ سے سوال ہوتا ہے تو میں ان کو سمجھاتا ہوں کہ یہ ایک فطری تقاضا ہے کہ مرد زیادہ طاقتور ہے اور عورت کمزور ہے۔ عورت نازک ہے اور مرد کی سکینت اور عورت کی سکینت دونوں کے لئے یہ بات ضروری تھی تو برابری تم کیسے مانو گی۔ کیا کبھی باکسنگ (Boxing) میں بھی برابری ہو سکتی ہے کہ ایک طرف عورت ہو اور دوسری طرف مرد باکسر ہو؟ کیا دوڑوں میں بھی تم برابری رکھتے ہو مردوں اور عورتوں کی دوڑیں اکٹھی کرواتے ہو؟ کیا دوسری کھیلوں میں عورتوں اور مردوں کی کھیلیں الگ الگ نہیں ہوتیں؟ تو دل سے تسلیم کرتے ہو کہ مردوں کو خدا نے مضبوط قویٰ دئے ہیں اور عورتیں ہر چیز میں محض فرضی طور پر برابری نہیں کر سکتیں تو جب تم تقسیم کر رہے ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی اس بات کو ماننے میں تمہیں کیا حرج ہے کہ عورتوں اور مردوں کے قویٰ کا فرق ہے اور اس پہلو سے مناسب حال ذمہ داریاں ان کو سپرد کرنی چاہئیں۔

اب حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کو حضرت ام المومنینؓ نے جو نصائح فرمائی تھیں ان میں سے کچھ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے الفاظ میں مَیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔" مجھے جو شادی کے ایام میں آپ نے چند نصائح کی تھیں وہ بھی تحریر کر دینا میرے خیال میں مفید ہو گا۔ فرمایا اپنے شوہر سے پوشیدہ کوئی کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز کبھی نہیں کرنا"۔ اگر کوئی کام چھپانے کی ضرورت ہے تو نہ کرو وہی پہچان ہے اس بات کی کہ یہ ناجائز بات ہے۔ "شوہر نہ دیکھے مگر خدا تو دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کو کھو دیتی ہے۔ اگر کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا، صاف کہہ دینا کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے"۔

"کبھی ان کے غصے کے وقت نہ بولنا"۔ اس سے پہلے جو ذکر ہے ناکہ عورتیں غصہ کے وقت میں کہہ دیتی ہیں ہم پر کوئی احسان نہیں کیا اور ساری عمر ظلم کیا ہے۔ یہ غصے کی حالت میں بولنے کا نتیجہ ہے۔ تو اس بدی سے بچنے کا بہترین ذریعہ حضرت اماں جانؓ یہ بیان کرتی ہیں۔ "کبھی ان کے غصے کے وقت نہ بولنا۔ تم پر یا کسی نوکر یا بچے پر خفا ہوں اور تم کو علم ہو کہ اس وقت یہ حق پر نہیں ہیں جب بھی اس وقت نہ بولنا۔ غصہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا ان کو سمجھا دینا۔ غصے میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی۔ اگر غصے میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو۔ ان کے عزیزوں کو، عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ کسی کی برائی نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے۔ تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ کرنا۔ دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمہارا ہی بھلا کرے گا"۔

فرمایا "میں نے ہمیشہ تمہارے سوتیلے بھائیوں کے لئے بھی دعائیں کی ہیں اور ان کا بھلا ہی خدا سے چاہا ہے۔ کبھی اپنے دل میں ان کو غیر نہیں جانا خواہ حالات کے سبب وہ الگ رہے میرا دل ہمیشہ ان کا خیر خواہ رہا ہے"۔ پھر فرماتی ہیں "وہابی ہونے کے سبب سے صرف والد (حضرت نانا جانؓ) موافق تھے اور سب کنبہ بے حد خلاف تھا"۔ حضرت اماں جان یہ بیان کر رہی ہیں کہ صرف والد (یعنی نانا جان) موافق تھے اور سب کنبہ بے حد خلاف تھا۔ "ہماری دادی تو بہت روتی تھیں کہ کہاں لڑکی کو جھونک رہے ہو۔ فرماتی ہیں۔ "ایک بار خود میں نے سنا کہ ابا اماں کے خلاف باتوں اور رونے دھونے کے جواب میں کہہ رہے تھے کہ ایسا داماد تو ساری دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈو گی تو بھی نہ ملے گا"۔(سیرت حضرت سیدۃ النساء نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ حصہ دوم صفحہ ۱۶۷،۱۶۸)

یہ حضرت نانا جان نے اپنی بیگم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہا تھا اور واقعی کتنی سچی بات تھی کہ "ایسا داماد تو چراغ لے کر ڈھونڈو گی تو بھی نہ ملے گا"۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۴؍مارچ ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ بوقت ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی:

۱...... مکرم شجاع احمد صاحب ابن حضرت نور الٰہی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (ساؤتھ ہال۔ لندن)

(آپ کی وفات جگر کے کینسر کی وجہ سے بعمر ۵۴ سال یکم مارچ کو ہوئی۔ آپ بہت غریب پرور اور ہمدرد انسان تھے۔ حضور ایدہ اللہ کا ان کے ساتھ بڑا شفقت کا سلوک تھا)۔

۲...... مکرم قریشی مقبول احمد صاحب ابن مکرم قریشی ضیاء الدین صاحب (حلقہ مسجد فضل لندن)

آپ موصی تھے۔ آپ کی وفات ۲۹؍فروری کو اچانک دل کے شدید حملے سے ۶۴ سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ گزشتہ پانچ سال سے انگلستان میں مقیم تھے۔ الفضل انٹرنیشنل کی ترسیل کرنے والی ٹیم کے مستعد ممبر تھے۔ اور مختلف جماعتی خدمات رضاکارانہ طور پر بڑے شوق اور ہمت سے بجالاتے تھے۔

اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

☆...... مکرم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب صدر جماعت ہارٹلے پول۔

آپ مکرمہ بیگم طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ اور مکرم کرنل ایاز محمود خان صاحب، صدر عمومی ربوہ کے بھائی تھے اور جماعت کے فدائی خادم تھے جو خدمت خلق اور خدمت دین میں پیش پیش رہتے۔

☆...... مکرمہ جمیلہ جمال احمد صاحبہ بنت مکرم حضرت حافظ جمال احمد صاحب، صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، سابق مبلغ ماریشس۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

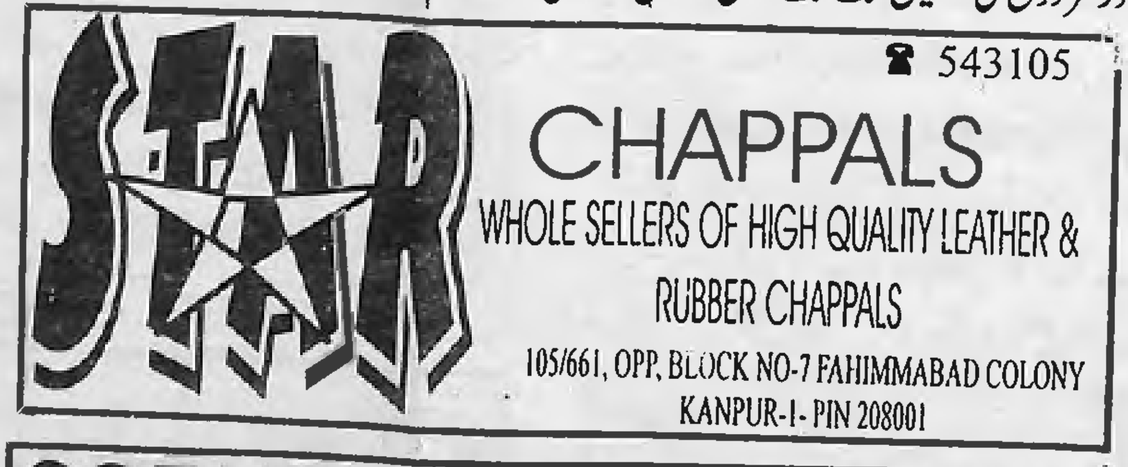

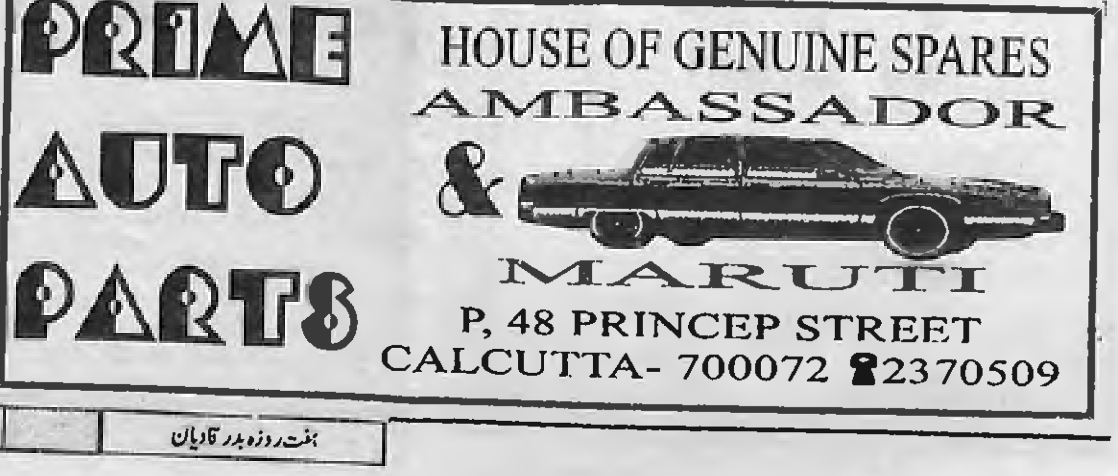

لقاء مع العرب

۱۳/اگست ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔

اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا **خلاصہ اداره الفضل اپنی ذمه داری پر پیش** کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یو کے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

مسئلہ ختم نبوت

حاضرین مجلس میں سے کسی نے استفسار کیا کہ: ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"لو كان نبی بعدی لكان عمر بن الخطاب"

(ترمذی ابواب المناقب - باب مناقب عمر)

اسی طرح ایک اور موقع پر اپنے بیٹے حضرت ابراہیمؑ کی وفات پر آپؐ نے فرمایا:

"لو عاش لكان صديقا نبيا"

(ابن ماجہ کتاب الجنائز- باب ما جاء فی الصلوٰة علی ابن رسول اللہ ﷺ)

غیر احمدی حضرات ان احادیث کو پیش کر کے ختم نبوت کے موضوع پر بحث کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کے بعد اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ حضور سے درخواست ہے کہ ان احادیث کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت سے متعلق ارشاد فرماویں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس مضمون سے متعلقہ اسی نوعیت کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ ان متفرق احادیث کو اگر ہم مختلف کتب سے الگ الگ سمجھنے کی کوشش کریں گے تو کچھ بھی پلے نہیں پڑے گا۔ یہ بہت ضروری ہے کہ اس موضوع سے متعلق تمام احادیث کو اکٹھا کیا جائے اور پھر انہیں سامنے رکھ کر بات کی جائے۔

آج کل ہوتا یہ ہے کہ ہمارے مخالف غیر احمدی علماء چند ایک خاص احادیث کو سامنے رکھ کر بات کرتے ہیں اور ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث کو جو ان کے نظریات کو رد کرنے والی ہیں اور ان کے خیالات سے موافق نہیں ہوتیں، عمداً نظر انداز کرتے ہیں اور صرف انہی احادیث پر بنا کرتے ہیں جو ان کے مزعومہ عقائد کے حق میں ہوتی ہیں۔

قرآن کریم بڑی سختی سے اس طرز عمل سے منع کرتا ہے اور ایسا کرنے سے روکتا ہے کہ جانتے بوجھتے ہوئے صرف ایسی آیات کو بیان کیا جائے جن سے اپنا مطلب حل ہوتا ہو۔ اور اپنی مرضی کے خلاف آیات کو عمداً چھپا لیا جائے۔ احادیث میں ہے کہ یہودیوں کو یہ عادت تھی کہ وہ کتاب مقدس میں سے بعض حصے لے لیتے تھے اور بعض کو عمداً چھوڑ دیتے تھے۔ آجکل کے بے دین علماء بھی یہودیوں کے اس طرز عمل کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان کی یہ بدنیتی اگر کسی کی گمراہی کا سبب بنتی ہے تو اس کا گناہ ان علماء کے سر ہے۔

حضور نے فرمایا، اس سوال کے تین بڑے حصے ہیں جنہیں میں ایک ایک کر کے تفصیل سے بیان کروں گا۔ سب سے پہلے تو یہ علم ہونا چاہئے کہ لفظ "بعد" کا کیا مطلب ہے اور سیاق کلام کے لحاظ سے اس کے کیا کیا معانی کئے جاسکتے ہیں۔

"بعد" کے ایک معنی "سوا" اور "غیر" کے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: "فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اٰیٰتِه یؤمنون" (سورۃ الجاثیہ :۷) پھر اسی سورۃ میں آگے چل کر فرمایا "فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِاللّٰه" (سورۃ الجاثیہ :۲۴)۔ ان آیات میں بعدِ اللہ سے کیا مراد ہے؟ کیا اللہ کا بعد ہو گیا۔ اور اب کوئی اللہ نہیں؟ ایسا ہرگز نہیں۔ خدا کا بعد تو ہو ہی نہیں سکتا۔ صاف ظاہر ہے کہ لفظ "بعد" سوا کے معنوں میں ہے۔ مراد ہے کہ اللہ کے سوا۔ یعنی جو کچھ خدا تعالیٰ حکم دے رہا ہے اس پر ایمان لاؤ اور عمل کرو۔ اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کی تعلیم نہیں اسے رد کر دو۔ اور دوسری آیت کا منطوق یہ ہے کہ کون ہے جو خدا کے سوا ہدایت دے سکے۔ تو یہاں لفظ "بعد" غیر اور سوا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

دوسرا "بعد" زمانی ہے یعنی کسی کے مرنے کے بعد اور یہ وہ معنی ہے جو عام طور پر ہمارے مخالف علماء اختیار کرتے ہیں کہ کسی کے مرنے کے بعد جو وقوع ہو وہ بعدہ' ہے۔

تیسرے "بعد" کا لفظ عارضی غیر حاضری کے بعد کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ کہ کوئی کسی جگہ کو عارضی وقت کے لئے چھوڑے اور اس کے اس جگہ کو چھوڑنے کے بعد اس عارضی وقت میں کوئی واقعہ ہو۔

گویا تین "بعد" ہیں۔ ایک وہ بعد جس کا کسی کے مرنے کے بعد سے کوئی تعلق نہیں۔ جس کا مطلب سوائے یا علاوہ ہے۔ دوسرا "بعد" کسی کے مرنے کے بعد اور تیسرا "بعد" کسی کی زندگی ہی میں عارضی غیر حاضری ہے۔

اب میں ایسی احادیث پیش کرتا ہوں جن میں ان تینوں قسم کے "بعد" کا مفہوم بیان ہوا ہے۔ جب کسی کے مرنے کے "بعد" کی بات ہوتی ہے تو اس میں بھی دو قسم کے "بعد" ہیں۔ ایک محدود وقت کا بعد اور دوسرا غیر محدود عرصہ کا بعد جو قیامت تک بھی ممتد ہو سکتا ہے۔ اس پہلو سے اب ہم مختلف احادیث پر نظر کرتے ہیں۔

مخالف احمدیت علماء کی طرف سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا "لَا نَبِیَّ بَعْدِی" (ابوداؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلها) اور کہتے ہیں کہ اس میں لا نفی جنس استعمال ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

اگر یہی اصل معنی ہیں "لَا نَبِیَّ بَعْدِی" کے جو کہ مخالف علماء کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا کا کوئی رسول یا نبی خواہ کسی بھی قسم یا درجہ کا ہو نہیں آسکتا۔ لیکن مشکل وہاں پڑتی ہے جہاں اس قسم کی اور احادیث خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے آنے کی خبر دے رہی ہیں لیکن "بعد" کے یہ معانی اس کے ظہور کے مانع ہیں۔ ان احادیث میں آنحضرت ﷺ ایک مسیح یا عیسیٰ بن مریم کے آنے کی خبر دیتے ہیں۔ اور آپ یہ نہیں فرماتے کہ وہ نبی نہیں ہوگا، نہ ہی آپ یہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی ہوگا کیونکہ پہلے بھی وہ نبی تھا۔ بلکہ آپؐ ان الفاظ میں خوشخبری دیتے ہیں کہ "لَیْسَ بَیْنِی وَ بَیْنَه نَبِیٌّ" (ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال) - مطلب یہ ہوا کہ لفظ "بعد" صاف صاف بتا رہا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد مسیح ابن مریم کے آنے تک کے درمیانی وقت میں کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تو گویا یہ "بعد" آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد سے لے کر عیسیٰ بن مریم کے ظہور تک کا عرصہ ہے۔

ایک اور روایت ہے جو "بعد" کے ان معانی کی مکمل تصدیق کر رہی ہے۔ تصدیق ان معنوں میں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی آنحضرت ﷺ کی طرف سے دی گئی خوشخبری کو ویسا ہی سمجھا جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں۔

ایک موقعہ پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کو جو کہ گلی میں اونچی آواز میں یہ منادی کر رہا تھا کہ "لا نبی بعده"، "لا نبی بعده" ایسا اعلان کرنے سے سختی سے روکا کہ مبادا یہ بات لوگوں کے ذہنوں میں غلط فہمی پیدا کر دے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اب قیامت تک کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپؓ نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا:

قُولُوْا اِنَّه' خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ لَا تَقُولُوا لَا نَبِیَّ بَعْدَه'

(الدر المنثور از علامہ سیوطی جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ دار المعرفة الطباعة النشر بيروت)

تم یہ تو کہو کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں لیکن یہ مت کہو کہ لَا نَبِیَّ بَعْدَه آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بے انتہا گہری فراست رکھتی تھیں۔ آپ کو یہ محسوس ہوا کہ اعلان کرنے والا اس حدیث سے یہ معنی لے رہا ہے کہ گویا آنحضرت ﷺ کے بعد اب کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اور یہ معنی آیت "خاتم النبیین" کے مخالف ہیں۔ اس لئے آپؓ نے اس شخص کو ایسا کہنے سے منع فرمایا اور صرف منع ہی نہیں فرمایا بلکہ خاتم النبیینؐ کے اصل معنی بھی اسے بتادئے۔ اسی لئے آپؓ نے فرمایا کہ آپ کو خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

بزرگان سلف میں سے بعض نے اس روایت کو لیا اور قبول کیا اور اسے یہ کہہ کر رد نہیں کیا کہ یہ ضعیف ہے۔ ان سب نے اتفاق کیا کہ یہ ثقہ روایت ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساری امت کے لئے معلمہ تھیں۔ یہاں تک کہ اکثر محدثین (یقیناً غیر شیعہ) یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ہم نے آدھا اسلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سیکھا۔

آنحضرت ﷺ کی باقی ازواج مطہرات امہات المومنین کا اپنا ایک مقام ہے لیکن اسلام کو سمجھنے، قرآن کریم اور احادیث کے مطالب اخذ کرنے اور سنتِ رسولؐ بیان کرتے وقت حضرت عائشہؓ کے ساتھ ان کا کوئی مقابلہ نہیں۔ اور اس فضیلت کی بنا پر قدیم جید علماء دین نے آپؓ کو بہت عظمت کا مقام دیا۔ انہیں میں سے بعض کا خیال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا ڈر تھا کہ جب مسیح موعود آئیں گے تو حدیث "لا نبیَّ بعدی" ان کی قبولیت کے آڑے آئے گی اور لوگ اس حدیث کے مفہوم کو نہ سمجھنے کی بنا پر آنے والے مسیح کا انکار کر دیں گے۔ کیونکہ اس مسیح نے بھی نبی ہونے کی حیثیت سے آنا ہے۔ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ایسی بات کہتیں جو احادیث اور قرآن کریم کی کسی تعلیم کے خلاف ہو۔

علماء سلف میں سے بعض نے اس بارہ میں زیادہ عقلمندانہ رائے دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "بعده" کا مطلب ہے کہ آپ کی نبوت کے مخالف، باہر سے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور آیت خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی متابعت اور شریعت محمدیہ کے اندر رہتے ہوئے نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت خاتم النبیین کے وسیع معنی کو لیا اور صرف لا نبیَّ بَعدِی کہنے سے جو غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی اس سے بچانے کے لئے آپ نے فرمایا کہ:

قُولُوْا اِنَّه' خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ لَا تَقُولُوا لَا نَبِیَّ بَعْدَه'

لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت عائشہؓ کو کامل یقین تھا کہ صرف آیت "خاتم النبیین" کے حوالہ سے لوگ مسیح موعود یا عیسیٰ ابن مریم کا انکار نہیں کریں گے۔ اگر صرف آیت "خاتم الانبیاء" کہو تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ اس لئے تمہارا "خاتم النبیین" کہنا آنے والے عیسیٰ ابن مریم کے ماننے میں کچھ بھی روک نہیں بن سکتا۔ ہاں البتہ صرف "لانبی بعدی" کا اعلان کرنا، آنے والے عیسیٰ بن مریم کی نبوت پر ایمان لانے میں روک پیدا کرے گا۔ اس طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ پُر حکمت بیان آیت "خاتم النبیین" کو سمجھنے کے لئے راستہ بالکل صاف کر دیتا ہے اور اس آیت کے معنی واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔

دوسرے یہ بات قابل غور ہے کہ اگر حضرت عائشہؓ کے خیال میں لفظ "بعد" کا یہ مفہوم تھا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں تو پھر آنے والے مسیح کو بالکل قبول نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پرانے بزرگ علماء بھی یہی کہتے ہیں کہ یقیناً حضرت عائشہؓ کے ذہن میں "بعد" کا یہ مطلب تھا کہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے باہر کوئی نبی نہیں آسکتا اور آیت خاتم النبیین بھی اسی مضمون پر حاوی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آخری شرعی نبی ہیں اور سب نبیوں سے خوب تر، اعلیٰ و ارفع شان رکھنے والے ہیں اور اب ایسا کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپ کے تابع اور مطیع نہ ہو اور جو شریعت اسلامیہ، قرآن کریم اور سنت رسول سے باہر ہو۔

اگر "بعد" کا یہ معنی اختیار کیا جائے کہ آپ ﷺ کے مخالف اور امت محمدیہ سے باہر کوئی نبی نہیں آسکتا تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کی روشنی میں آیت خاتم النبیین کے یہ معنی ہونگے کہ آپ تمام نبیوں کے خاتم ہیں اس لحاظ سے کہ آئندہ کوئی نبی آپ کی متابعت اور شریعت سے باہر نہیں آئے گا۔ آپؐ مطلق نبوت کو بند نہیں فرمارہے تھے بلکہ یہ فرمارہے تھے کہ ایسا نبی نہیں آسکتا جو میری شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو۔ حضرت عائشہؓ جانتی تھیں کہ آنے والا مسیح چونکہ انہی شرائط کے ساتھ ظاہر ہو گا یعنی امت مسلمہ میں سے ہو گا اور آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی کرے گا اس لئے آیت خاتم النبیین امتی نبی کی بعثت میں حائل نہیں ہو سکتی۔

یہاں ایک اور لطیف نکتہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے مخالفِ احمدیت علماء لفظ "بعد" پر بحث کرتے کرتے جب اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ انہیں سوائے راہِ فرار کے کوئی چارہ نظر نہیں آتا تو پھر وہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کی مثال بن کر آخری پتہ پھینکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھیں یہاں 'لا' نفی جنس کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں آسکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات مانتے ہوئے کہ مسیح ابن مریم آئے گا اور نبی ہو گا وہ خود ہی نبوت کا دروازہ بھی کھولتے ہیں۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ نبی نہیں ہو گا کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث بتاتی ہے کہ وہ یقیناً نبی ہو گا اور ساتھ ہی یہ بنیادی اصول بھی مدنظر رہے کہ جب کسی شخص کو نبوت کا درجہ مل جاتا ہے تو پھر کبھی بھی اس سے نبی ہونے کا ٹائٹل واپس نہیں لیا جاتا۔ لہٰذا اس اصول کے تحت ہم کبھی بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ مسیح ابن مریم جب دوبارہ ظہور کریں گے تو نبی نہیں ہونگے۔

جب ان علماء سے اور کوئی جواب نہیں بن پڑتا تو پھر بچاؤ کی خاطر یہ داؤ لگاتے ہیں کہ "لا نبیَّ بَعدی" کا مطلب ہے آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بنایا جائے گا۔ لیکن آپ ﷺ سے پہلے اگر کسی کو نبی بنایا گیا ہو تو وہ بے شک دوبارہ آ جا سکتا ہے۔ گویا وہ نبوت کا دروازہ کھولنا تو چاہتے ہیں لیکن خاتَم کے اندر نہیں بلکہ خاتَم کے اردگرد اور باہر باہر سے۔ اسے By passing کہتے ہیں جیسے شہروں کے باہر By pass بنائے جاتے ہیں کہ اگر شہر کے اندر سے نہیں جانا چاہتے تو پھر باہر باہر سے گزر جاؤ۔ تو کتنی خوبصورتی سے ان ملّاؤں کی طرف سے بائی پاس (By pass) بنایا گیا ہے۔ ان سے کہا جاتا ہے کہ کچھ بھی ہو آخر وہ ہو گا تو نبی اور آئے گا بھی آنحضرت ﷺ کے بعد۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے اس مؤقف کو کلیۃً رد کر دیا ہے اور اس بائی پاس کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے کیونکہ یہ بعد مسیح ابن مریم کے آنے کے خلاف نہیں تھا تو آپؓ اسے بالکل بھی ردّ نہ فرماتیں۔ بلکہ یہ کہتیں کہ تم یہ نہ سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم نہیں آسکتا وہ تو پرانا اور آنحضرت ﷺ سے پہلے کا نبی ہے۔ اور "بعد" تو صرف کسی نئے نبی کے پیدا کئے جانے کی نفی کر رہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت مؤثر اور مثبت دلیل ہے اور حجّت تمام کرنے والی ہے۔ جب حضرت عائشہؓ کے اس بیان کی روشنی میں ملّاں لوگوں کو اس طرح جواب دیا جاتا ہے تو پھر سوائے فرار کے ان کے پاس کوئی چارہ نہیں رہتا اور وہ ہتھیار پھینکنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

چلیں بفرض محال یہ مان بھی لیں کہ ان کے خیال کے مطابق حضرت عیسیٰؑ بائی پاس کر کے باہر سے آجائیں گے تو کیا ایسی صورت میں وہ نبی ہونگے؟ یقیناً نبی ہونگے۔ پھر آخری نبی تو حضرت عیسیٰؑ ہوئے۔ کیونکہ اس کرۂ ارض پر بسنے والے انسان جس آخری نبی کی صورت دیکھیں گے وہ عیسیٰ ابن مریم ہونگے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ ابن مریم آئیں گے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں داخل ہو جائیں گے اور اسلام قبول کر لیں گے اور پھر صرف اور صرف اسلام کی تبلیغ و اشاعت کریں گے۔ گویا حضرت عیسیٰؑ دو بنیادی شرائط کو پورا کریں گے۔ ایک یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب کو مانیں گے اور سُنّتِ رسول پر عمل پیرا ہونگے کیونکہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب ہے جو قیامت تک کے لئے لوگوں کی راہنمائی کے لئے اُتری۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰؑ آنحضرت ﷺ کے تابع اور آپ کی اُمت میں سے ہو جائیں گے۔

غیر احمدی علماء کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ یہ دو شرطیں پوری کر لیں گے تو پھر ان کے آنے سے ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آئے گا اور نبوت کی مہر نہیں ٹوٹے گی۔ یہی تو ہم بھی مانتے اور قبول کرتے ہیں اور اس کے مانے بغیر اور کوئی چارہ نہیں۔ یہی تو ہمارا ایمان ہے کہ اب کوئی نبی قرآن کریم و سُنّتِ رسول کی پیروی سے باہر نہیں آ سکتا۔ وہی نبی ہو گا جو آپ ﷺ کی کامل پیروی کرنے والا اور آپ کا مطیع ہو گا۔

اس طرح یہ علماء پرانے عیسیٰ بن مریم کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان شرائط کو پورا کرے۔ اور پھر اسے باہر سے لا کر زبردستی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل کرتے ہیں۔ لیکن جو ان شرائط کو پورا کر رہا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کامل پیروی میں اور آپ کے فیض سے نبوت کے مقام پر فائز کیا گیا ہے اسے یہ کہتے ہیں کہ تم نے ختم نبوت کی توہین کی ہے اور آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے بڑے جُرم کا ارتکاب کیا ہے اس لئے تم کافر ہو۔ گویا جب وہ خود چاہتے ہیں تو باہر سے ایک نبی کو اُمتِ محمدیہ میں داخل کر کے بھی ان کے نزدیک ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی بلکہ قائم دائم رہتی ہے۔

لیکن قرآن کریم کبھی بھی اجازت نہیں دیتا کہ ایسا ہو۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بار بار اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ "رَسُولاً اِلٰی بَنِی اِسْرَائِیْلَ"۔ (آل عمران:۵۰)۔ "رَسُولاً اِلٰی بَنِی اِسْرَائِیْلَ" کہ وہ صرف بنی اسرائیل کا نبی تھا اور صرف تورات کی تعلیم دینے والا تھا تو پھر قرآن کہاں جائے گا؟

اگر آنے والا مسیح باہر سے آئے گا اور امام مہدی کے ذریعہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بیعت بھی کر لے گا اور امت محمدیہ میں داخل ہو جائے گا تو پھر ان آیات کا کیا ہو گا۔ اگر وہ کہے گا کہ میں قرآن کریم کی تعلیم دوں گا تو قرآن کہے گا کہ نہیں تم تورات کی تعلیم دو۔ اور جب وہ یہ کہے گا کہ اے امت محمدیہ میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تو وہ کہیں گے کہ ہم تمہاری بات مانیں یا قرآن کریم کی؟۔ قرآن یہ اعلان کر رہا ہے کہ تم صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہو۔ اس لئے تم بنی اسرائیل کی طرف جاؤ، یروشلم کی طرف جاؤ اور خبردار مکّہ اور مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرنا۔ اب بتاؤ اس مشکل کا کیا حل نکالو گے۔

صرف دو ہی راستے ہیں۔ یا تو ایسے شخص کی مانیں جو آنحضرت ﷺ کی اُمت میں پیدا ہوا، شریعت اسلامیہ، قرآن کریم اور آپ ﷺ کی ماتحتی اور محبت میں پلا بڑھا اور آخر کار مسیح و مہدی کا رتبہ پا کر تابع اُمّتی نبی کی حیثیت سے مبعوث ہوا۔

یا پھر پرانے نبی کو باہر سے لائیں اور زبردستی اسے اُمتِ محمدیہ میں داخل کریں۔ لیکن یہ دونوں شرطیں پوری کرنے میں مشکل یہ درپیش ہو گی کہ خدا کا نبی کسی غیر نبی سے شریعت کا علم حاصل نہیں کرتا۔ ہر نبی شریعت کی تعلیم براہ راست خدا تعالیٰ سے حاصل کرتا ہے۔ گویا حضرت عیسیٰؑ کو اسلامی شریعت کا سارا علم خدا تعالیٰ سے سیکھنا ہو گا۔ مکمل قرآن کریم ان پر دوبارہ وحی کیا جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کسی نبی کو دین کا علم نہیں دے سکتا۔

پھر یہ کہ قرآن کریم اور باہر سے آنے والے عیسیٰ بن مریم کے درمیان اختلاف ہمیشہ ہی مشکلات پیدا کرتا رہے گا اور کوئی بھی اسے حل نہیں کر سکے گا۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ قرآن یہی کہتا رہے گا کہ عیسیٰؑ پر لازم ہے کہ وہ تورات کی تعلیم پر عمل کرے اور اس کی تشہیر کرے کیونکہ قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ مسیح لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے گا۔ دوسری مشکل یہ رہے گی کہ قرآن کریم مستقل طور پر یہ اعلان کر رہا ہو گا کہ "رَسُولاً اِلٰی بَنِی اِسْرَائِیْلَ" اس لحاظ سے عیسیٰؑ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت کو مخاطب کر سکے۔ ایسی صورت میں جب قاری کے سامنے یہ دونوں مشکلات آئیں گی تو اس کی کیا حالت ہو گی۔ وہ تو اسی تذبذب میں ساری زندگی کاٹے گا کہ قرآن کی پیروی کرے یا عیسیٰؑ کی۔

اب میں لفظ "بعد" کے تیسرے معنی کو لیتا ہوں جس میں زندگی ہی میں وقتی عارضی غیر حاضری کے بَعد کا بیان ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک غزوہ کے موقع پر تشریف لے جاتے وقت حضرت علیؓ کو اپنے پیچھے مدینہ کا امام بنایا اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

"انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی"۔(بخاری کتاب الفضائل ۔ باب فضائل علی بن ابی طالب)

کہ اے علی تیرا اور میرا رشتہ تو اس وقت وہی بن گیا ہے جو موسیٰ اور ہارون کا تھا۔ جب موسیٰؑ چالیس دن کے لئے اپنے خدا سے خاص پیغام لینے گئے تھے تو انہوں نے ہارون کو اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ پس میرا اور تمہارا تو وہی رشتہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہارون نبی تھے لیکن میرے بعد جس عرصہ میں میں یہاں نہیں ہونگا تو نبی نہیں ہو گا۔

تو "بعد" کا ایک مطلب ہوا کسی کے مرنے کے بعد اور دوسرے معنی کسی کے عارضی بچھڑنے کے بعد ایک خاص عرصہ تک جب تک وہ واپس نہیں آجاتا۔ تو اس حدیث سے مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اور کوئی نبی نہیں۔ اور اس پر سب کو اتفاق ہے۔

اب میں ان دو احادیث کو باری باری لیتا ہوں جو آپ نے شروع میں اپنے سوال میں پیش کی تھیں۔ ایک ہے "لَو کانَ نَبِیٌّ بَعْدِی لَکانَ عُمَرابن الخَطاب"۔(ترمذی ابواب المناقب۔ باب مناقب عمر) اور دوسری حدیث اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کی وفات پر آپ کا یہ فرمانا "لَوعاشَ لَکانَ صِدِیقاً نبیاً"۔(ابن ماجه کتاب الجنائز۔ باب ما جاء فی الصلوٰة علی ابن رسول اللهؐ)۔

آپؐ نے ایک اور موقع پر حضرت عمرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"لَوْلَمْ اُبْعَثْ لَبُعِثْتَ یَاعُمَرُ".

(مرقاۃ، شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵۲۹)

اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو پھر اے عمر تو مبعوث کیا جاتا۔

پہلی حدیث میں آپؐ نے جو فرمایا" لو کان نبی بعدی لکان عمر"، دوسری حدیث اس کی تشریح و وضاحت کر رہی ہے کہ وہ "بعد" "سِوا" کے معنوں میں آیا ہے کہ اگر میں رسول نہ بنایا گیا ہوتا اور میرے سوا کسی اور کو رسول بنایا جانا ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔

آیت خاتم النبیین آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی اور اس کے معانی بھی آپؐ ہی سب سے زیادہ جانتے تھے۔ اور آپؐ ہی ہیں جنہوں نے فرمایا "لا نبی بعدی" اور "بعدی" کے معنی بھی آپ ہی سب سے بہتر جانتے تھے۔ آپؐ نے جہاں بھی یہ لفظ استعمال فرمایا اسی مفہوم میں فرمایا کہ آپؐ کے بعد اب کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو قرآن و شریعت، احادیث اور سنت نبوی اور آپ کی اطاعت سے باہر ہو۔ لیکن آپ کی متابعت و پیروی میں آپؐ کی امت میں سے جب خدا چاہے گا نبی مبعوث فرمائے گا۔

پرانے بزرگ علماء نے ان احادیث سے متعلق جو کچھ کہا ہے اب میں وہ پیش کرتا ہوں۔ تمام بزرگان سلف اس بات پر یقین کامل رکھتے ہیں کہ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت ﷺ ایک موقع پر ایک بات ارشاد فرمائیں اور دوسرے مقام پر اس کے خلاف کوئی بیان دے دیں۔ آپ کے اقوال میں اختلاف کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہ جو روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر فرمایا کہ اگر زندہ رہتا تو صدیق نبی ہو جاتا۔ اس پر ہمارے مخالف علماء اس طرح رائے زنی کرتے ہیں کہ دیکھو آنحضرت ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا۔ مگر خدا نے اسے مار دیا اس لئے کہ نہ وہ زندہ رہے اور نہ وہ نبی بنے۔ یہ گویا اس کی حکمت بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ کلیۃً جھوٹ ہے۔ اس میں تو حکمت کی کوئی بات ہی نہیں۔ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی فصاحت و بلاغت اور آپ کی حکمت و فراست پر ایک گندہ حملہ ہے۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو پھر آنحضرت ﷺ کو یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ اگر زندہ رہتا تو صدیق نبی ہو جاتا۔ بلکہ آپ یہ فرماتے کہ اگر یہ لڑکا زندہ بھی رہتا اور لمبی عمر پاتا تب بھی یہ نبی نہ بن سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "لانبیَّ بَعدی" میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔ آپؐ کے ذہن میں اگر اس حدیث کا یہ مفہوم ہوتا جو یہ علماء بیان کرتے ہیں تو آپؐ کبھی بھی وہ کچھ نہ فرماتے جو آپؐ نے فرمایا۔ اور صرف اس وجہ سے آپؐ کے بیٹے کو چھوٹی عمر میں خدا تعالیٰ کا وفات دینے کا کوئی جواز ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ کوئی انسان زبردستی خدا تعالیٰ سے اس کی مرضی کے خلاف کوئی چیز چھین سکے۔ اگر نبوت اس رنگ میں ختم ہو چکی ہوتی جیسا کہ یہ علماء سمجھتے ہیں تو پھر بے شک آنحضرت ﷺ کے بیٹے لمبی عمر پاتے وہ ختم نبوت کے لئے کسی طور پر بھی خطرہ کا موجب نہیں بن سکتے تھے اور ایسی صورت میں یقیناً حضرت ابراہیمؓ خدا تعالیٰ کے عام بندے ہوتے۔

آنحضرت ﷺ اس دنیا میں سب انسانوں سے زیادہ علم و حکمت اور بصیرت رکھنے والے انسان تھے۔ وہ ایسی بات کہہ کیسے سکتے ہیں۔ آپ کی تمام باتیں 'اِنْ ھُوَاِلَّا وَحْیٌ یُوحیٰ' کے مصداق تھیں۔ گہری حکمت پر مبنی تھیں اور آپ کی باتوں کے حقیقی عرفان کا ادراک بھی بصیرت کا متقاضی ہے۔

بزرگان سلف نے اس مفہوم کو جو آجکل کے بے دین علماء ان احادیث سے اخذ کرتے ہیں سختی سے رد کیا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی طرف ایسی گری ہوئی بات منسوب کرنے کا خیال بھی دل میں لایا جا سکے۔ ان بزرگان سلف نے بھی اس حدیث کی یہی تشریح فرمائی ہے کہ اس سے آنحضرتؐ کی مراد صرف یہی تھی کہ اب کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہو سکتا جو قرآن و سنت، میری اطاعت اور میری اُمت سے باہر ہو۔ اور اگر آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے اور لمبی عمر پاتے تو بھی آپ کے تابع ہوتے اور آپ کی امت میں سے ہوتے۔ ایسی صورت میں ان کا نبی ہو جانا نہ تو "لا نبی بعدی" کے منافی ہوتا اور نہ ہی آیت خاتم النبیین کے خلاف ہوتا۔

یہ وہ تشریحات ہیں جو پہلے بزرگ علماء ان احادیث سے متعلق بیان کر چکے ہیں۔ لیکن جب ہم ان احادیث کی ویسی تشریح کرتے ہیں تو یہ علماء کہتے ہیں کہ تم خلاف اسلام اور خلاف شریعت بات کرتے ہو۔ کیا اسی کا نام عدل ہے؟ حضور نے فرمایا کہ یہ سوال اتنا دلچسپ تھا کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔ اگلی نشست میں بھی ہم اس سوال کے بقیہ پہلوؤں پر گفتگو کریں گے۔ انشاء اللہ۔ بشکریہ الفضل لندن

رپورٹ جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ

کرڈاپلی: ۲۰ر فروری بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ میں زیر صدارت صدر لجنہ اماء اللہ کرڈاپلی ناصرات الاحمدیہ کرڈاپلی کا یوم مصلح موعودؓ کا جلسہ منعقد ہوا۔ ۱۰ ناصرات نے حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے بارہ میں تقاریر کیں نظمیں پڑھیں۔ اجتماعی دُعا کے بعد ناصرات میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ اِس جلسہ میں ۵۰ ناصرات نے حصہ لیا۔

بھاگلپور (بہار): ۲۰ فروری بروز اتوار جلسہ منعقد کیا گیا۔ حاضری ۸۰ فیصد رہی۔ چار غیر از جماعت بہنوں نے شرکت کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے مصلح موعودؓ کی شخصیت پر روشنی ڈالی۔ پھر ممبرات نے باری باری مختلف عناوین پر مضامین پڑھے۔ آخر میں دُعا ہوئی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

بنگلور: مورخہ ۲۰-۲-۲۰۰۰ بروز اتوار جلسہ یوم مصلح موعودؓ محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و نگران دعوت الی اللہ کرناٹک کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا متن اور اُس کا پس منظر بیان کیا۔ مکرم بی ایم نثار احمد صاحب زعیم مجلس انصار اللہ نے مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت پر روشنی ڈالی۔ عبدالحکیم صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد ایک طفل عزیز حمید الرحمٰن قریشی نے بھی سیرت سیدنا مصلح موعودؓ بیان کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم ایم شفیع اللہ صاحب صوبائی امیر کرناٹک و مقامی امیر نے کی۔ اس کے بعد صدر اجلاس نے خطاب فرمایا اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ بنگلور)

دہلی: ۲۰ر فروری بروز اتوار محترمہ مقبول بیگم صاحبہ کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں کل تین تقاریر ہوئیں۔ آخر پر صدر جلسہ نے دُعا کرائی اور اس کے ساتھ ہی جلسہ برخاست ہوا۔ (راشدہ نصیر دہلی)

کرڈاپلی (اڑیسہ): ۲۱ فروری کو خاکسار رشیدہ بیگم صدر لجنہ اماء اللہ کرڈاپلی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور اردو ترجمہ کے بعد عہد دہرایا گیا۔ بعد ازاں نظم پڑھی گئی۔ اُس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر یکے بعد دیگرے ۱۸ بہنوں نے روشنی ڈالی۔ درمیان میں نظمیں بھی پڑھی گئیں۔ آخر پر دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (رشیدہ بیگم)

چنتہ کنٹہ (آندھرا): مورخہ ۲۷ فروری بروز اتوار مسجد چنتہ کنٹہ میں لجنہ اماء اللہ کے تحت جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں وڈمان کی لجنات و ناصرات کی ممبرات بھی شامل ہوئیں۔ اس جلسہ میں محترمہ بدر النساء بیگم صاحبہ، عزیزہ ناصرہ بیگم، عزیزہ مبارکہ نسرین، عزیزہ فرحین بیگم، محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ، عزیزہ صدیقہ بیگم، عزیزہ صالحہ بیگم آف وڈمان عزیزہ آمنہ تسلیم آف وڈمان عزیزہ متینہ بیگم صاحبہ نے تقاریر کیں۔ آخر میں خاکسار نے سب ممبرات کا شکریہ ادا کیا اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (بشریٰ نثار صدر لجنہ چنتہ کنٹہ)

کلکتہ: مورخہ ۲۰ فروری جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ محترم شہزادہ پرویز صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جلسہ کی پہلی تقریر خاکسار نے کی بعدہٗ مکرم عبدالحمید کریم صاحب مکرم مولوی نسیم احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ کی تقاریر ہوئیں۔ آخر پر مہمان خصوصی مکرم مولانا خورشید احمد صاحب انور نائب ناظر بیت المال آمد نے حاضرین کو مخاطب کیا۔ دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (ایاز احمد بھٹی سکرٹری تعلیم و تربیت)

کرڈاپلی (اڑیسہ) ۲۰ر فروری ۲۰۰۰ء کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرم عبدالرحمٰن صاحب صدر جماعت جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ جس میں مکرم شیخ بشیر صاحب، شیخ عبدالشکور صاحب، مکرم تاتار محمد صاحب، مکرم انور خاں صاحب، مکرم شیخ عبدالمنان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ، مکرم رشید احمد خان صاحب، مکرم مولوی محمد عبدالحق صاحب انسپکٹر وقفِ جدید قادیان اور خاکسار شیخ عبدالحلیم مبلغ سلسلہ نے تقاریر کیں۔ آخر میں صدر اجلاس نے تقریر کی۔ اجتماعی دُعا کے بعد یہ روحانی جلسہ ختم ہوا۔ (شیخ عبدالحلیم مبلغ سلسلہ)

کوٹ پلہ (اڑیسہ): مورخہ ۲۰-۲-۲۰۰۰ بروز اتوار کوٹ پلہ میں خاکسار شمس الدین خان معلم وقف جدید کی زیر صدارت جلسہ یوم المصلح الموعودؓ تلاوت قرآن کریم کے ساتھ شروع ہوا۔ جس میں کل دو تقاریر ہوئیں پہلی تقریر مکرم یقیم خان صاحب کی ہوئی اس کے بعد دوسری تقریر خاکسار نے کی اور سیرت کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا۔ (شمس الدین خان)

بھدرواہ (کشمیر): -۲۰ر فروری بعد نماز ظہر زیر صدارت مکرم مولانا غلام احمد صاحب قادر مبلغ سلسلہ جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ جس میں عزیز مبشر احمد منڈاشی، عزیز ناصر اقبال صاحب کاغذ گر عزیز مدثر اقبال صاحب کاغذ گر، عزیز بشیر احمد منڈاشی، مکرم خورشید احمد صاحب میر اور مکرم مولوی غلام احمد صاحب قادر مبلغ سلسلہ نے تقاریر کیں۔ (نذیر احمد منڈاشی صدر جماعت)

کیرنگ (اڑیسہ): - مورخہ 20/2/2000 بروز اتوار خاکسار کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا گیا۔ بعد تلاوت و نظم پہلی تقریر مکرم مولوی شرافت احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ کی ہوئی دوسری تقریر مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب کی اور تیسری اور آخری تقریر خاکسار نے کی۔ دُعا کے بعد جلسہ اختتام کو پہنچا۔ (شیخ ہارون رشید مبلغ سلسلہ کیرنگ)

کوریل (کشمیر): مورخہ ۲۰ر فروری ۲۰۰۰ء کوریل کشمیر میں مکرم ناصر احمد صاحب شاہ صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد ہوا۔ خاکسار اور مکرم شفیق احمد صاحب نائب صدر اور صدر جلسہ نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

(محمد مقبول حامد معلم وقفِ جدید)

GUARANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

بقیہ صفحہ : (1)

ان کے لئے دعا کروں حضرت مولوی صاحب نے سب کو ایک جگہ جہاں آج مدرسہ احمدیہ ہے اس وقت ہائی اسکول تھا جمع کیا اور ایک کاغذ پر سب کے نام لکھوائے اور حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بھیج دئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سارا دن اپنے کمرے میں دروازہ بند کر کے دعا فرماتے رہے صبح عید کا دن تھا آپ نے فرمایا مجھے الہام ہوا ہے اس موقع پر عربی میں کچھ کلمات کہو اس لئے حضرت مولوی نور الدین صاحب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اس وقت قلم دوات لیکر موجود ہوں اور جو کچھ میں عربی میں کہوں لکھتے جائیں آپ نے نماز عید کے بعد خطبہ خود پہلے اردو میں پڑھا مسجد اقصیٰ کے پرانے صحن میں دروازے سے کچھ فاصلے پر ایک کرسی پر تشریف رکھتے تھے۔ حضور کے اردو خطبہ کے بعد حضرت مولوی صاحبان حسب ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے بائیں طرف کچھ فاصلے پر کاغذ اور قلم دوات لیکر بیٹھ گئے اور حضور نے عربی میں خطبہ پڑھنا شروع فرمایا اس طرح عربی خطبہ کے وقت آپ کی حالت اور آواز میں ایک تغیر نظر آتا تھا ہر ایک عربی فقرہ جو آپ بولتے تھے اس میں آخر میں آپ کی آواز بہت دھیمی اور باریک ہو جاتی تھی تقریر کے وقت آپ کی آنکھیں بند ہوتی تھیں۔ تقریر کے دوران میں ایک دفعہ حضورؑ نے حضرت مولوی صاحبان سے فرمایا کہ اگر کوئی لفظ سمجھ نہ آئے تو اسی وقت پوچھ لیں ممکن ہے کہ بعد میں میں خود بھی نہ بتا سکوں۔ اس وقت ایک عجیب عالم تھا۔ جس کو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا یہ خطبہ حضور کی کتاب خطبہ الہامیہ کے ابتدا میں چھپا ہوا ہے آپ نے نہایت اہتمام سے اس کو کاتب سے لکھوایا اور فارسی اور اردو میں ترجمہ بھی خود کیا اس خطبے پر اعراب بھی لگوائے اور آپ نے فرمایا جیسا جیسا کلام اترتا گیا میں بولتا گیا جب یہ سلسلہ بند ہو گیا تو میں بھی تقریر کو ختم کر دیا"

اس روایت کے بعد حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی روایت بیان فرمائی۔ منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی بیان کرتے ہیں کہ:

"حضور نے کھڑے ہو کر یا عباد اللہ کے الفاظ سے فی البدیہہ عربی خطبہ پڑھنا شروع کیا آپ نے ابھی چند فقرے کہے تھے کہ حاضرین پر جن لی تعداد کم و بیش دو سو تھی۔ وجد کی ایک کیفیت طاری ہو گئی محویت کا یہ عالم تھا کہ بیان سے باہر ہے خطبے کی تاثیر کا وہ اعجازی رنگ پیدا ہو گیا کہ اگرچہ مجمع میں عربی دان معدود چند تھے مگر سب سامعین ہمہ تن گوش تھے۔"

روایت حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ:- "جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عید الاضحیٰ کے موقع پر خطبہ الہامیہ پڑھا تو میں قادیان میں ہی تھا۔ حضرت صاحب مسجد مبارک کی پرانی سیڑھیوں کے رستہ سے نیچے اترے آگے میں انتظار میں موجود تھا میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ بہت بشاش تھے۔ اور چہرہ مسرت سے دمک رہا تھا۔ پھر آپ بڑی مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں نماز کے بعد خطبہ شروع فرمایا اور حضرت مولوی نور الدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب کو خطبہ لکھنے پر مقرر کر دیا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب اس خیال سے کہ لکھنے والے پیچھے نہ رہ جائیں بہت تیز تیز نہیں بولتے تھے بلکہ بعض اوقات لکھنے والوں کی سہولت کے لئے ذرا رک جاتے تھے اور اپنا فقرہ دہراتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک وقت آپ نے لکھنے والوں سے یہ بھی فرمایا کہ جلدی لکھو یہ وقت پھر نہیں رہے گا اور بعض اوقات آپ یہ بھی بتاتے تھے کہ مثلاً یہ لفظ "ص" سے لکھو یا "س" سے لکھو۔"

روایت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ:- الحکم میں آپ نے لکھا "چونکہ یہ خطبہ آیات اللہ میں سے ایک آیت اور لا نظیر نشان ہے جو ہماری آنکھ کے سامنے بلکہ ایک عظیم الشان گروہ کے سامنے پورا ہوا۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ زبردست نشان فی الحقیقت ایک اعجاز تھا۔ ہماری زبان قلم میں طاقت نہیں کہ آپ کے لب و لہجہ کی تصویر الفاظ میں کھینچ سکیں۔ الفاظ میں ایک برقی اثر تھا جو اندر ہی اندر طبیعت کے مواد ردیہ کو ظاہر کرتا تھا۔ شکل و صورت اور زبان سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہے اور اس کی زبان اپنے اختیار میں نہیں نیم باز آنکھیں بتلا رہی تھیں کہ ایک سکر کی سی حالت طاری ہے حضرت اقدس علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے چند عربی فقرات بولنے کے واسطے جو گویا ارشاد الٰہی کی تعمیل تھی لیکن وہ دو گھنٹے تک ایک وسیع اور فصیح خطبہ جو حقائق و معارف سے پر تھا تہذیب نفس اور اصلاح روح کے لئے ایک نسخہ شفا بخش تھا جس قدر معرفت کے دقیق راز اس خطبے میں بیان کئے گئے واللہ باللہ ایسے تھے کہ نہ کبھی اس سے پیشتر کان آشنا تھے اور نہ آنکھ سے کسی کو بیان کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ حضرت اقدس نے اثنائے خطبہ میں یہ بھی فرمایا اب لکھ لو پھر یہ لفظ جاتے ہیں آخر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق یہ عظیم الشان نشان پورا ہوا۔"

حضور پر نور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز عید سے فراغت کے بعد خطبہ کے لئے مسجد کے درمیانی در میں کھڑے ہوئے۔ اور پہلے اردو میں خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبہ کے جو آپ نے اردو میں فرمایا تھا اہم نکات یہ ہیں۔

"یہ ایک سر کی بات ہے کہ یہ عید ایک ایسے مہینے میں آتی ہی کہ جس پر اسلامی مہینوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور پھر محرم سے نیا سال شروع ہوتا ہے اس کو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آنے والے مسیح سے بہت مناسبت ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری زمانے کے نبی تھے اور آپ کا وجود باجود اور وقت بعینہ گویا عید اضحیٰ کا وقت تھا۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ یہ قربانی کا مہینہ ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قربانیوں کا کامل نمونہ دکھانے کے لئے تشریف لائے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس قربانی کا بیج بویا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لہلہاتے کھیت دکھائے۔ دیکھو غور سے سنو یہ صرف اسلام ہی ہے جو اپنے اندر برکات رکھتا ہے اور انسان کو مایوس اور نامراد نہیں ہونے دیتا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں اس کی برکات اور زندگی تا صداقت کے لئے نمونہ کے طور پر کھڑا ہوں"۔ حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اردو خطبہ کے آخر میں جماعت کو باہمی اخوت کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں اول خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میری منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔"

حضور نے فرمایا اردو خطبہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربی میں خطبہ دیا خطبہ پڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ اس کا ترجمہ سنانے کھڑے ہوئے اس سے پیشتر کے حضرت مولانا ترجمہ سنائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "اس خطبہ کو کل عرفہ کے دن عید کی رات میں جو میں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے لئے نشان رکھا گیا تھا کہ اگر میں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا تو ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی الحمد للہ کہ وہ ساری دعائیں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق قبول ہو گئیں"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابھی مولوی عبدالکریم صاحب ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس فرط جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں جا پڑے حضور علیہ السلام کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدہ شکر ادا کیا سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ "مبارک" گویا قبولیت کا نشان ہے۔

اس کے بعد حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئے گئے ترجمہ میں سے منتخب چار حصوں کا ترجمہ پیش فرمایا۔ اور اس کے بعد حضور پر نور نے فرمایا کہ جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ عین موقع پر ہمارے لئے اس میں بہت بڑا پیغام ہے تمام دنیا میں اپنی قربانیوں کے ثمرے بھی کھاؤ اور قربانیاں بھی پیش کرتے چلے جاؤ جو جانی قربانی ہم پیش کرتے ہیں وہ اس سے بہت اعلیٰ ہے جو جسمانی قربانی بکروں اور گایوں اور بھیڑوں اور اونٹوں کی صورت میں کی جاتی ہے دراصل ہم ان کی گردن پر چھری نہیں پھیرتے بلکہ اپنی نفسانیت کی گردن پر چھریاں پھرتے ہیں پس یہ ایک ایسا پہلو ہے جس کی وجہ سے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے گویا ان قربانیوں پر سوار خدا کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس میں امید رکھتا ہوں کہ سب دنیا میں جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خطبہ الہامیہ کی برکت سے جو ان دنوں میں نازل ہوئی تھی آگے سے آگے بڑھتی چلی جائے گی اور انہیں قربانیوں پر سفر کرے گی جن قربانیوں کو ذبح کرے گی نفس کی قربانیوں کو پیش نظر رکھو نفس کو قربان کرو تو پھر خدا کا قرب نصیب ہو گا اگر نفس قربان نہ کیا جائے تو جانوروں کی قربانی کوئی بھی اہمیت نہیں رکھتی اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دورہ نمائندہ مشکوۃ صوبہ آندھرا و کرناٹک

مکرم نعیم احمد صاحب ناصر نمائندہ مشکوۃ صوبہ آندھرا و کرناٹک کی جملہ جماعتوں کے دورہ پر تشریف لا رہے ہیں۔ موصوف اپنے دورہ میں رسالہ مشکوۃ کے بقایا جات کی وصولی۔ نئے خریدار بنانے۔ اعانت تبلیغی پرچہ جات اور اشتہارات کی وصولی کریں گے۔ جملہ قائدین مجلس خدام الاحمدیہ و احباب جماعت بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

(مینجر رسالہ مشکوۃ قادیان)

درخواست دُعا

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم زبیر احمد تماپوری حال مقیم بنگلور جو بی.یو.ایم.ایس (B.U.M.S) کا کورس کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے موصوف کو تیسرے سال بھی نمایاں کامیابی عطا کی ہے۔ الحمد للہ خاکسار بھی ان دنوں بی کام کا امتحان دے رہا ہے امتحان میں نمایاں کامیابی اور دونوں بھائیوں کو خادم دین بننے اور روشن مستقبل کیلئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔

(محمد اسحاق آف تماپور)

امسال قریباً ۲۱ لاکھ لوگوں نے حج کیا جس میں ۱لاکھ ۱۰ ہزار ہندوستانی شامل تھے۔

۲۳ مارچ یو این آئی کی خبروں کے مطابق ہندوستانی حاجیوں کی پہلی جمعیت آج جدہ سے وطن کے لئے روانہ ہو گئی۔ 320 حجاج کرام ممبئی کیلئے ائر انڈیا کے ایک طیارے پر سوار ہوئے انہیں ہوائی اڈے پر ہندوستانی سفیر تلمیذ احمد نے الوداع کہا۔ فوڈ پروسیسنگ کے مرکزی وزیر مملکت سید شاہنواز حسین نے حاجیوں کے مکہ سے جدہ تک کے سفر کے ذاتی طور پر نگرانی کی۔ اس سال حج کے موقع پر کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا، ضعیفی اور دوسری تکلیفوں کی وجہ سے بہر حال ایک سو ہندوستانی عازمین انتقال کر گئے۔ جنہیں مکہ اور مدینہ کے قبرستانوں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس سال ایک لاکھ دس ہزار سے زائد ہندوستانیوں نے فریضہ حج ادا کیا ان میں سے ۲۷ ہزار حاجی صاحبان مرکزی حج کمیٹی کے زیر انتظام تھے۔ مکہ مکرمہ میں رہائش کے نظام کے خلاف شکایات پائی گئیں منیٰ میں سید حسین نے انتظامات میں ذاتی دلچسپی لی تھی تاکہ کوئی سانحہ نہ گزرے اور رمی جمرات کے دوران کوئی کچلا نہ جائے۔ اس سال حج کی سعادت پانے والے ۲۱ لاکھ افراد میں ۳۸ سالہ امریکہ کی سابق فیشن ماڈل کو نسٹینس میک ڈونالڈ بھی شامل ہیں جو ۱۹۹۰ میں مشرف بہ اسلام ہوئی تھیں جب انکے احساسات دریافت کئے گئے تو انہوں نے بتایا کہ ان پر عقیدت و جذبے کا اس قدر غلبہ ہے کہ اپنے احساسات بیان کرنے سے قاصر ہیں کئی ایسے لمحات آئے جب ان کا ایمان تازہ ہو اٹھا۔

وشو ہندو پریشد ملک بھر میں ۱۰ ہزار ہندو مشنری تیار کریگا

عیسائی مشنریوں کی طرف سے تبدیلی مذہب کا جواب دیا جائیگا۔

اخبار ہند سماچار جالندھر میں ۱۲/ مارچ کو شائع شدہ ایک خبر کے مطابق وشو ہندو پریشد کے صوبائی آرگنائزر ایشوری پرساد نے کہا ہے کہ ان کی جمعیت پورے دیش میں ۱۰ ہزار ہندو مشنری تیار کر کے عیسائی مشنریوں کی طرف سے کی جارہی دھرم تبدیلی کا جواب دے گا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک لاکھ کی آبادی پر ایک ہول ٹائم کا دھرم پرچارک رکھا جائے گا شری پرساد آج یہاں نامہ نگاروں سے بات چیت کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک لاکھ کی آبادی پر ایک ہول ٹائم کا دھرم پرچارک رکھا جائے گا۔

انہوں نے بتایا کہ اس وقت دیش میں سوا لاکھ عیسائی مشنری کام کر رہے ہیں اور دھرم تبدیلی کیلئے دیش میں 14000 کروڑ روپیہ آرہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وشو ہندو پریشد نے اس وقت دیش میں دیش کے مفاد کیلئے مہم شروع کر رکھی ہے۔ اس میں خیر خواہوں کے الگ الگ طبقے رکھے گئے ہیں۔ جو ماہ میں سو روپیہ دے گا وہ عام خیر خواہ ہوگا۔ دو ہزار روپیہ سال میں دینے والا لائف ممبر خیر خواہ ۱۰ ہزار روپیہ دینے والا سینئر خیر خواہ کہلائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ اتر پردیش میں ۵۰ ہزار خیر خواہ بنانیکا نشانہ رکھا گیا ہے۔ جو مارچ کے آخر تک پورا ہو جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ اس رقم کو دھرم تبدیل روکنے میں خرچ کیا جائے گا۔ اس وقت دیش میں ہندوؤں کا بڑی تیزی سے دھرم تبدیل کروایا جارہا ہے۔ ہر ماہ ۸ لاکھ ہندوؤں کا دھرم تبدیل کیا جاتا ہے اور ایک لاکھ ہندو لڑکیوں کو عیسائی یا مسلمان بنا دیا جاتا ہے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ مدرسے اور دھرم ستھل پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کی پناہ گاہ بنے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طبقے کی طرف سے دھرم ستھل بل کی مخالفت کی جارہی ہے۔

ایودھیا میں رام مندر تعمیر کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ ایودھیا میں رام مندر بنانے کا کام چل رہا ہے وہاں پتھر تراشنے کا کام ۵ ورکشاپوں میں ہو رہا ہے۔ جیسے ہی کیندریہ مارگ درشک منڈل آدیش دیگا مندر کی باقاعدہ تعمیر شروع ہو جائے گی مارگ درشک منڈل کی ہری دوار کاشی پوری۔ آنندی اور اڈوپی میں میٹنگ ہو چکی ہیں لیکن آخری فیصلہ اگلے برس الہ آباد میں ہونیوالے کنبھ میلہ میں ہی کیا جائے گا۔ جہاں کیندریہ مارگ درشک منڈل سے جڑے سنت پورے دیش سے اکٹھے ہوں گے۔

پتے کی پتھری

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

پتے کی پتھری بغیر اپریشن کے دس دن کے اندر دیسی دوائی سے نکل جاتی ہے

مزید معلومات کیلئے درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

Phone No : 01872-71152

حکیم عبد الحمید ملکانہ محلہ احمدیہ قادیان

جماعت احمدیہ ٹھٹھل صوبہ ہماچل میں تربیتی اجلاس

الحمد للہ مورخہ 12/2/2000 کو بمقام احمدیہ مسجد ٹھاٹھل ہماچل میں زیر صدارت محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب سابق صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان منعقد ہوا۔ خاکسار محمد نذیر مبشر نے جلسے کی غرض و غایت بیان کی مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب نے اطاعت رسول ﷺ کے پہلو پر روشنی ڈالی۔ تیسری تقریر محترم تنویر احمد خادم نگران ہماچل نے کی آپ نے نظام جماعت کی اہمیت اور خلافت کی برکات پر موثر رنگ میں روشنی ڈالی۔ چوتھی تقریر ہماچل کے ایک نو احمدی مکرم مولوی غلام رسول صاحب نے کی آخر میں صدر اجلاس نے حاضرین جلسہ سے خطاب فرمایا اور دُعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے روز 13/2/2000 کو بعد نماز فجر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے تقریباً ایک گھنٹہ تک درس دیا اور قیمتی نصائح سے نو مبائعین کو نوازا۔ درس کے بعد صوبہ ہماچل پردیش کی سالانہ میٹنگ کی کاروائی محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب M.B.B.S. سینئر میڈیکل آفیسر لڈہڑ مول ضلع منڈی ہماچل کی زیر صدارت محترم مولوی عبد الرحیم صاحب کی تلاوت قرآن پاک اور محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب کی دُعا سے شروع ہوئی جس میں صوبہ ہماچل کے سات ضلعوں کے ۴۵ مقامات سے آئے ہوئے ۱۴۶ نمائندگان نے شرکت کی اور ہماچل میں جماعتی کاموں کو تیز تر کرنے کے لئے اور تبلیغی و تربیتی امور اور چندہ جات کے تعلق سے مشورے ہوئے۔ آخر میں محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے دُعا کروائی اور دو یوم کا تبلیغی و تربیتی پروگرام ختم ہوا۔

دونوں یوم ہماچل کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے مہمانان کرام کے قیام و طعام کا انتظام جماعت کی طرف سے تھا۔ جماعت احمدیہ ڈنگوہ و ٹھاٹھل کے خدام نے موسم خراب ہونے کے باوجود بڑی محنت سے طعام و قیام کا انتظام کیا اللہ تعالیٰ انہیں خدمت دین میں ترقی عطا فرمائے اور ہماری اس حقیر مساعی کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔

(محمد نذیر مبشر مبلغ انچارج ہماچل)

تبدیلی مذہب پر روک لگانے کیلئے مرکز قانون بنائے۔ وہپ کا مطالبہ

(یو. این. آئی) وشو ہندو پرشد کے بین الاقوامی سیکرٹری جنرل پروین بھائی توگاڑیہ نے تبدیلی مذہب پر روک لگانے کے لئے آج مرکز سے ایک قانون کی درخواست کی اور الزام لگایا کہ ملک میں بڑے پیمانے پر تبدیلی مذہب کا عمل جاری ہے تبدیلی مذہب کو غیر آئینی بتاتے ہوئے انہوں نے آج یہاں نامہ نگاروں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ یہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس پر روک لگائے انہوں نے کہا کہ قبائلی علاقوں میں تبدیلی مذہب کا سلسلہ زوروں پر ہے۔

درخواست دعا

بھائی جلیل اختر صاحب کے بیٹے بابو احسان اختر سلمہ، کے امتحانات میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(نصیر الحق نیپالی معلم وقف جدید)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

شریف جیولرز

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

پروپرائٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

دوکان: 0092-4524-212515

رہائش: 0092-4524-212300

دعا کے طالب

محمود احمد بانی

منصور احمد بانی | اسد محمود بانی

کلکتہ

BANI®

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:

Late Mian Muhammad Yusuf Bani

(1908 - 1968)

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS

5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 49 Thursday, 6 March 2000 Issue No: 14

☎ (0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

کیرلہ میں تبلیغی جلسے

کیرلہ کے طول و عرض میں انفرادی و اجتماعی تبلیغی سرگرمیاں ایک معرکہ کی صورت میں زوروں پر ہیں خاص کر کالیکٹ شہر اور اس کے مضافات میں پبلک جلسے بکثرت منعقد ہو رہے ہیں۔

یہاں کیرلہ میں ہر جماعت کی طرف سے خواہ وہ مذہبی ہو۔ سیاسی ہو سماجی و ثقافتی ہو اپنے اپنے مسلک کے پرچار کے لئے پبلک جلسوں کی بروئے کار لایا جاتا ہے۔ اسی مسلک کو اختیار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ بھی پبلک جلسوں کے ذریعہ اپنے عقائد جماعت پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب۔ اور اس کی عالمگیر سرگرمیاں وغیرہ کے بارے میں تفصیل بیان کرتی ہے۔

چنانچہ مورخہ ۲۸؍جنوری تا ۳؍مارچ مندرجہ ذیل مقامات میں وقفہ وقفہ کے ساتھ دو دو دن پبلک جلسے منعقد کئے گئے۔ Idiyankara vellayil- Arakkinar- Kuthukall -Kuttichira- -Kovoor

محترم اے. پی. کنجامو صاحب صوبائی امیر صاحب کی زیر صدارت منعقدہ ان جلسوں کو خاکسار کے علاوہ مکرم مولوی محمود احمد صاحب مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مکرم مولوی محمد انی صاحب مکرم مولوی ہدایت اللہ صاحب ثقافی اور مکرم مولوی محمد یوسف صاحب مخاطب کرتے رہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب کیرلہ کی جماعت اہل حدیث کے ایک عالم اور سرگرم عمل رُکن تھے۔ مکرم مولوی محمد انی صاحب اہل سنت والجماعت کے خطیب و مدرس تھے۔ اسی طرح مکرم مولوی ہدایت اللہ ثقافی کالیکٹ کے شہرت یافتہ سنی عربک کالج کے فارغ التحصیل ہیں۔ ان بزرگوں پر احمدیت کی صداقت آشکار ہوئی اور بفضلہٖ تعالیٰ بیعت کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اب یہ تینوں علماء کرام بفضلہٖ تعالیٰ جماعت کے سرگرم عمل خدام ہیں۔

خدا کے فضل سے ہمارے ہر جلسہ میں غیر معمولی طور پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے جس جس مقام میں تبلیغی جلسہ ہوتا ہے وہاں تقسیم لٹریچر اور انفرادی تبلیغ کے ذریعہ Follow up کیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سرگرمیوں کے دوررس نتائج پیدا فرمائے اور بہت ساری سعید روحوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔

(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ کی سالانہ صوبائی کانفرنس

خدا کے فضل و کرم کے ساتھ جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ کی صوبائی سالانہ کانفرنس مورخہ ۲۲/۲۳؍اپریل ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ و اتوار منجیری (Manjeri) میں منعقد کی جائیگی انشاءاللہ۔

صوبہ کیرلہ کے باہر سے اس جلسہ میں شمولیت اختیار کرنے کے خواہش مند احباب رہنمائی کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں۔

MOHAMMAD UMAR
1/C, AHMADIYYA MUSLIM MISSION,
DARUSHAKOOR, CHEVAYUR,
CALICUT - 673017
Ph. 0495 - 355679

ارناکلم (کیرلہ) میں منعقدہ عالمی بک فیئر میں جماعت احمدیہ کا بُک سٹال

ارناکلم (کیرلہ) کے مشہور میدان ڈربار گراونٹ میں مورخہ ۲۰۰۰-۱-۵ تا ۲۰۰۰-۱-۱۳ انٹرنیشنل بک فیئر لگا۔ جس میں جماعت کی طرف سے بھی اسٹال لگایا گیا۔ اس بک فیئر میں ۷۵ پبلیشرز نے حصہ لیا۔ اس فیئر میں مذہب اسلام کی طرف سے صرف ہمارا ہی واحد اسٹال تھا۔ ہمارے اسٹال میں ملیالم اور انگریزی زبان میر جماعتی لٹریچر کے علاوہ مختلف زبانوں میں کئے گئے ترجموں والے قرآن مجید موجود تھے۔ علاوہ اس کے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل براہِ راست دکھانے کا بہترین انتظام بھی کیا گیا۔ جو لوگوں کی دلچسپی کا باعث بنا۔ لوگ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے۔ ایک ہزار سے زائد لوگوں کو جماعت کا تعارف حاصل ہوا۔ جن میں اکثر غیر مسلم تھے۔ وزیر ہند مکرم او-راجہ گوپال صاحب جب ہمارے اسٹال میں آئے تو انہیں جماعتی لٹریچر دیا گیا۔ کثیر تعداد میں مفت لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا تبلیغی گفتگو بھی ساتھ ساتھ ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ (اے ایس نوشاد ارناکولم)

نظم

اے میرے قادر میرے حیّ و قیوم
تو نے لٹکائے ہیں سب ماہ و نجوم
شمس سے روشن ہیں سب ارض و سماء
تیرے نوروں سے ہے عالم کو بقا
چشمے جھیلیں آبشاریں سبزہ زار
بہتے دریا اور جنگل کوہسار
ہر جگہ جلوے ترے ہیں موجزن
حسن تیرا ہر جگہ ہے خیمہ زن
میرے مولیٰ ایسی آنکھیں کر عطا
تیرے جلووں پر جو ہو جائیں فدا
سب تجھے پہچان لیں بھٹکے ہوئے
تجھ کو خالق مان لیں بھٹکے ہوئے۔

(خواجہ عبدالمومن اوسلو ناروے)

داخلہ مدرسۃ المعلمین قادیان

مدرسۃ المعلمین قادیان کا تعلیمی سال یکم اگست 2000ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر ہیڈ ماسٹر صاحب۔ مدرسۃ المعلمین کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسۃ المعلمین سے حاصل کر سکتے ہیں۔

شرائط داخلہ

۱۔ درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

۳۔ کم از کم میٹرک پاس ہو یا اسکے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔

۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

۵۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دئے جانے کے بارہ میں غور ہو سکے گا۔

۶۔ امیدوار کا غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔ استثنائی صورت میں شای شدہ امیدوار پر غور کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول معہ ہیلتھ سرٹیفکٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ معہ دو عدد فوٹوگراف پاسپورٹ سائز ۱ر جولائی ۲۰۰۰ء تک ارسال کریں۔

☆- تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسۃ المعلمین میں داخل کیا جائیگا۔ انٹرویو کیلئے آنے کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔

☆- قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہونگے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہونگے۔

☆- امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم و سرد کپڑے رضائی بستر وغیرہ لیکر آئیں۔

نصاب: تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا۔ اردو: ایک مضمون اور درخواست۔ انٹرویو! اسلامیات بشمول تاریخ احمدیت۔ جنرل نالج، انگلش ریڈنگ، اردو ریڈنگ، قرآن کریم ناظرہ۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

Computerised Composing & Designing By
Krishan Ahmad, Misbahuddin,Ejaz Ahmad